SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATE

Thursday, August 27, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِن قُرْءَانٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا
عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَن رَّبِّكَ مِن مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ
فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ
مُّبِينٍ ﴿٦١﴾ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾
الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٦٤﴾
وَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٥﴾

[ترجمہ : شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔
اور تم کسی کام میں ہو اور اس کی طرف سے کچھ قرآن پڑھو اور تم لوگ کوئی کام کرو تو ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں۔ جب تم اس کو شروع کرتے ہو اور تمہارے رب سے ذرہ بھر کوئی چیز غائب نہیں۔ نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی، کوئی چیز نہیں جو ایک روشن کتاب میں نہ ہو سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے اور تم ان کی باتوں کا غم نہ کرو۔ بیشک عزت ساری اللہ کے لئے ہے وہی سنتا جانتا ہے۔]

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATE

Thursday, August 27, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِن قُرْءَانٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا
عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَن رَّبِّكَ مِن مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ
فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ
مُّبِينٍ ﴿٦١﴾ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾
الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٦٤﴾
وَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٥﴾

[ترجمہ : شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔
اور تم کسی کام میں ہو اور اس کی طرف سے کچھ قرآن پڑھو اور تم لوگ کوئی کام کرو تو ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں۔ جب تم اس کو شروع کرتے ہو اور تمہارے رب سے ذرہ بھر کوئی چیز غائب نہیں۔ نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی، کوئی چیز نہیں جو ایک روشن کتاب میں نہ ہو سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے اور تم ان کی باتوں کا غم نہ کرو۔ بیشک عزت ساری اللہ کے لئے ہے وہی سنتا جانتا ہے۔]

QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman : Question Hour. Question No. 15. Iqbal Haider Sahib.

15. ***Syed Iqbal Haider :** Will the Minister for Production be pleased to state whether it is a fact that the Management of Pak-Saudi Fertilizers Limited, has reduced wages of its workmen by Rs. 700 per month in March 1992 and dismissed 122 workmen, if so, its reasons ?

Engr. Islam Nabi : The Management of Pak Saudi Fertilizers Limited has neither reduced the wages nor dismissed and if its workmen.

Syed Abdullah Shah : Will the honourable Minister state whether there is a contract who employees people for certain job in this factory and that contractor has terminated the services of 112 workmen and also reduced their salaries by seven hundred rupees ?

انجینئر اسلام نبی : جناب چیئرمین صاحب! اس سوال کا تفصیلی جواب پچھلے Rota Day پر دے دیا گیا تھا اور اس میں ایک سو بارہ آدمیوں کے بارے میں کچھ Additional information مانگی گئی تھی۔ تو ان کے نام تو ہمیں مل گئے ہیں جو میں یہاں لے کر آیا ہوں اور یہ ایوان میں place کر دیئے جائیں گے لیکن ان کی مدت ملازمت کے بارے میں information نہیں مل سکی۔ کیونکہ وہ private contractor ہیں اور ہمارے پاس ان کا record نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین : بہر حال یہ درست ہے کہ private contractor نے dismiss کئے ہیں۔

سید عبداللہ شاہ : جناب سوال یہ ہے کہ .....

جناب چیئرمین : وہ کہہ رہے ہیں میرا خیال ہے کہ پچھلی دفعہ بھی یہ آیا تھا تو

وضاحت یہ ہے کہ وہ dismiss تو ہوئے ہیں لیکن private contractor نے کئے ہیں۔ ان کے نام بھی ہیں لیکن کہہ رہے ہیں کہ مدت ملازمت ابھی نہیں ملی۔

Syed Abdullah Shah : So he admits that they have been terminated.

انجینئر اسلام نبی : یہ درست ہے کہ نیا Contractor آیا ہے۔ اس نے پہلے والے Contractor کے پاس جو ملازمین تھے اس میں سے ایک سو بارہ کم کئے ہیں۔ اور ان کے نام میں یہاں پر لے آیا ہوں اور یہ ان کی خدمت میں پیش کر دیئے جائیں گے۔

سید عبداللہ شاہ: میرا دوسرا سوال یہ ہو گا کہ یہ نیا Contractor، جس نے لوگوں کو بیروزگار کیا ہے، کیا Pak Fertilizer Factory اس Contractor کے خلاف کوئی قدم اٹھا سکتی ہے یا نہیں۔

انجینئر اسلام نبی : اس معاملے میں Pak-Saudi Fertilizer Factory مداخلت نہیں کر سکتی کیونکہ یہ اس Contractor کا اپنا اندرونی معاملہ ہے کہ جتنی وہ ضرورت سمجھتا ہے اتنے آدمیوں کو وہ رکھے گا۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال نمبر ۲۱۔ اقبال حیدر صاحب۔

21. **Syed Iqbal Haider :** Will the Minister of State for Foreign Affairs be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the government to recognise the newly independent Republic of Macedonia ?

Mr. Muhammad Siddique Khan Kanju : Macedonia proclaimed independence from demised Yugoslavia on November 18, 1991. It has, however, failed to win recognition by the world community. As per available information only three countries *i.e.* Russian Federation, Turkey and Bulgaria have so far extended recognition to it.

We feel it is still premature to recognise Macedonia. The matter remains under the careful consideration of the Government

of Pakistan and a decision will be taken at the appropriate time.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال ۴ نہیں ہے۔ next number 22۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

22. ***Prof. Khurshid Ahmed :** Will the Minister for foreign Affairs be pleased to state whether it is a fact that despite accepting the invitation from Asian Television for the Programme "Chaltay Chaltay" with reference to Kashmir on 1st June, 1992, the Pakistani High commissioner in United Kingdom did not attend it, while the Indian High Commissioner projected point of view of his government on the Kashmir issue, if so, its reasons ?

Mr. Muhammad Siddique Khan Kanju : The High Commissioner of Pakistan Dr. Humayun Khan was unable to participate in the programme CHALTAY-CHALTAY arranged by a Manchester Television Station to discuss Kashmir as the recording of the programme clashed with the visit of the Secretary-General Foreign Affairs to the U.K.

The High Commissioner was busy in the official talks alongwith the Secretary-General with the Minister in the British Foreign and Commonwealth Office at London on that date.

As the presence of the High Commissioner is obligatory in these important official talks, he could not proceed to Manchester.

The High Commissioner had tried to get the programme re-scheduled but this request was rejected by the Programme Producer Ms. Shashi Singh (of India).

سید فصیح اقبال : ضمنی سوال جواب یہ ہے کہ ڈاکٹر ہمایوں خان نے "چلتے چلتے" پروگرام attend کیا تھا۔ جب India کے High Commissioner نے وہاں کشمیر کے بارے میں اپنا نقطہ نظر بیان کیا تو پاکستان کے High Commissioner کو فوری طور پر، اگر وہاں نہیں بھی تھے، تو دوسرے دن ان کی تردید کرنی چاہیئے تھی۔ ورنہ ان notes میں

ایسے معاملات آ جائیں تو اس سے ہمارا case بھی کمزور ہوتا ہے اور International Media کا Centre لندن ہے، ایسی چیزوں میں ہمارے ہائی کمشنر صاحب یا ان کا عملہ جو ہے اگر وہ نہیں تو Press Minister ہے اسے شریک ہونا چاہیئے تھا۔

سید تسنیم نواز گردیزی : جناب! گزارش یہ ہے کہ جیسا کہ جواب میں دیا ہوا ہے کہ ہمارے High Commissioner وہاں پر Secretary General کے ساتھ مصروف تھے اور انہوں نے Television پر مدعو کرنے والوں مسن ششی سنگھ کو intimate بھی کیا تھا کہ وہ اس programme میں شریک نہیں ہو سکتے اور یہ کہ آئندہ ان کے لئے کوئی programme رکھ دیا جائے لیکن انہوں نے اسے تسلیم نہیں کیا اور ان کے لئے دوسرا پروگرام مرتب نہیں کیا۔ جہاں تک foreign Office کا تعلق ہے یا ہمارے والوں کے ہائی کمیشن کا تعلق ہے وہ پوری طرح اس سے آگاہ ہیں اور وقتاً فوقتاً کشمیر issue پر اپنی statement جاری کرتے رہتے ہیں اور اس کا جواب دیتے ہیں۔

سید فصیح اقبال : جناب اب چونکہ کانجو صاحب نہیں ہیں اور یہ جواب دے رہے ہیں اب یہ Common Sense ہے کہ مسئلہ ایک پروگرام کے سلسلے میں ہے اب یہ issue کرتے رہتے ہیں۔ باقی اور بھی کشمیری باشندوں کی بڑی تعداد ہے۔ وہ بھی اپنا کام کرتے رہتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اس programme سے متعلق ہائی کمیشن کی جو تساہل اور غفلت ہوئی ہے اس کی آپ وضاحت کریں۔

سید تسنیم نواز گردیزی : جناب میں عرض کر چکا ہوں اس میں High Commissioner کی کسی صورت میں غفلت نہیں ہوئی ہے کیونکہ ہمارے Office کے جو Secretary General ہیں وہ وہاں پر موجود تھے۔ وہاں پر موجود تھے۔ اور وہاں Foreign Ministry کے ساتھ مذاکرات تھے جس میں ہمارے High Commissioner کا ہونا لازمی تھا۔ وہ اس سے بھی زیادہ اہم تھا کہ High Commissioner General Secretary کی اس talk میں جاتے اس لئے وہ پروگرام concide کیا ہے۔ اس وجہ سے انہوں نے کہا کہ اب نہیں

تو next پروگرام میں کر دیا جائے یا postpone کر دیا ائے جس پر وہ نہیں مانے۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی : جناب چیئرمین ! High Commissioner کا کہاں ہونا ضروری تھا؟ کہاں ہونا نہیں ضروری تھا؟ It is a matter of perception وہ ہمارے Secretary General کے ساتھ گئے تھے اور Secretary General پاکستانی ہے۔ اگر اس اہم programme کو اہمیت دی جاتی جہاں پر Indian High Commissioner بھی جا رہے تھے تو میرا خیال ہے کہ ہمارے High Commissioner کا اس programme میں ہونا انتہائی ضروری تھا۔ کشمیر کا معاملہ بہت اہم ہے آج کل وہاں آگ لگی ہوئی ہے اور ہمیں کوئی موقع نہیں چھوڑنا چاہیئے جہاں پر موقع ملے لوگوں کا جا کر پاکستان کا نقطہ نظر اور انڈیا کی بربریت دنیا کو بتانی چاہیئے۔ یہ کہ وہ کہیں اور مصروف تھے یا اپنے ہی Secretary General کے ساتھ مصروف تھے۔ وہ Secretary General کسی اور کو ساتھ لے جاتے لیکن ہمارے High Commissioner کو اس programme میں ضرور جانا چاہیئے تھا۔ شکریہ!

سید تسنیم نواز گردیزی : جناب والا! اس میں بہت ہی وضاحت کے ساتھ میں کہہ چکا ہوں۔ جو وہاں پر talk ہو رہی تھی اس میں ہمارے High Commissioner کا ہونا لازمی تھا۔ جہاں تک کشمیر کا تعلق ہے، وہاں پر حکومت پاکستان کا ایک firm stand ہے۔ اس سے حکومت کسی صورت میں نہیں ہٹ سکتی کہ کشمیر کے مسئلے کو U.N.O. کے Resolution کے مطابق حل ہونا چاہیئے اور ہر جگہ پر ہر forum پر Government of Pakistan نے اس stand کی وضاحت بھی کی ہے۔ بیانات بھی دیئے ہیں اور اس پر آج بھی ہمارا وہی stand ہے۔

جناب چیئرمین: Next Question عبداللہ شاہ صاحب!

23. *__Syed Abdullah Shah :__ Will the Minister for Production be pleased to state whether it is a fact that M/s. PETROMAN has established training Centres in the country, if so, their locations, indicating also the amount of monthly fee paid by a trainee ?

Engr. Islam Nabi : Yes.

Locations :

1. Islamabad (Blue Area).
2. Islamabad (Allama Iqbal Open University Campus).
3. Lahore.
4. Faisalabad.
5. Peshawar.
6. Karachi (Main Campus).
7. Karachi (Gulshan-e-IqbalCampus).
8. Karachi (Shah Faisal Colony Campus).
9. Hyderabad.
10. Quetta.

Rate of Fee for Petroleum Training Centres at Islamabad, Lahore, Faisalabad and Peshawar

1.	One year Diploma in Computer Sciences.	Rs. 1000 p.m.
2.	Computer application Courses (six months).	Rs. 10000
3.	Short-courses (four weeks).	Rs. 1500

Rate of Fee for Petroman Training Centres at Karachi Hyderabad and Quetta

1.	One year diploma in Computer Science	Rs. 1000 p.m.
2.	One year diploma in Engineering Studies	Rs. 850 p.m.
3.	Professional Development Programs.	Rs. 4000-5000 per trainee
4.	Short Courses (three weeks)	Rs. 1200.

Mr. Chairman : Supplementary question.

Syed Abdullah Shah : Will the honourable Minister be pleased to state why all these training centres have been established in cities and the rural areas have been completely forgotten.

انجینئر اسلام نبی : اصل میں ہمارے یہ جو Petroman کے ادارے ہیں یہ Self-Financing basis پر ہوتے ہیں اور ایک ادارے کو چلانے کے لئے کچھ تعداد کی ضرورت ہوتی ہے کہ کچھ لڑکے اس میں آئیں۔ اگر تعداد زیادہ نہیں ہو گی تو وہ

Self-Financing نہیں ہو سکتا۔ ماضی میں یہ تھا کہ صرف کراچی لاہور اور بڑے شہروں میں تھے۔ اب وزارت نے یہ policy بنائی ہے کہ دور دراز علاقوں میں بھی مثلاً پہلے بلوچستان میں کوئی ادارہ نہیں تھا۔ اب کوئٹہ میں بھی بنا دیا گیا ہے جس کا inauguration ہونے والا ہے۔ پشاور میں بھی کر دیا گیا ہے اور اندرون سندھ بھی کیا گیا ہے۔ حیدر آباد میں بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ ہم تین چار جگہ اور کرنے والے ہیں۔ میر پور خاص اور سکھر کے علاوہ آزاد کشمیر میں میر پور میں اور ملتان میں بھی یہ کھلنے والا ہے۔ دیہی علاقوں میں بھی لڑکوں کی تعداد کافی ہو جانے پر ہم وہاں بھی بنانے کی کوشش کریں گے۔

Syed Abdullah Shah : I am not satisfied sir. Did he try to establish the centres in any rural area where he could not get enough number of trainees ?

انجینئر اسلام نبی : اگر rural Area میں بھی کافی تعداد ہو جائے تو وہاں بھی کھولے جا سکتے ہیں لیکن چونکہ ہمارے وسائل بہت محدود ہیں اور Self Financing basis پر کر رہے ہیں اس لئے ہم ایک ساتھ ہر جگہ پر نہیں کر سکتے۔

سید فصیح اقبال : کوئٹہ میں کب کھلے گا؟

انجینئر اسلام نبی: ۱۴، ۱۲ ستمبر کو امید ہے کہ ہم انشاءاللہ اس کا افتتاح کریں گے ویسے یہ ہے کہ ہم نے وہاں کام شروع کر دیا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: کوئٹہ میں اس کی location کہاں ہے؟

جناب چیئرمین : یہ پوچھ رہے ہیں کوئٹہ میں کہاں پر ہے؟

انجینئر اسلام نبی: کوئٹہ میں پہلے جو ایک ادارہ تھا وہاں پر Labour Department نے قائم کیا تھا لیکن اس میں کوئی خاص کام نہیں ہو رہا تھا۔ ہم نے حکومت بلوچستان کا جو Labour Department ہے اس کے collaboration کے ساتھ کیا ہوا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: کوئٹہ میں ہے۔

انجینئر اسلام نبی : شہر کوئٹہ ہی میں ہے۔اور اس کا افتتاح ۱۲، ۱۴ ستمبر کو ہو گا۔

Syed Abdullah Shah : Sir, will the honourable Minister consider the opening of a centre at Dadu ?

جناب چیئرمین : آپ ensure کرتے ہیں کہ لوگ وہاں آجائیں گے۔

Syed Abdullah Shah : Yes, I assure him sir.

جناب چیئرمین : he assures کہ دادو میں لوگ آجائیں گے۔

Syed Abdullah Shah : Sir, step motherly treatment is being given to the rural areas., We will get boys everywhere.

انجینئر اسلام نبی : دادو میں بھی تعداد اتنی ہو گئی تو انشاءاللہ وہاں پر بھی کھولیں گے۔

سید عبداللہ شاہ : آپ کھولیں ہم تعداد مہیا کریں گے۔ آپ کا جو طریقہ کار ہے وہ ہمیں بتائیں۔ Then we will meet the requirement. You kindly let me know the requirements.

Mr. Chairman : I think, it is a proposal. اس کو Seriously Consider کر لیں۔ ان کی تجویز ہے۔ وہاں کی feasibility بنے گی وہاں کے لئے کیا ہو گا؟

انجینئر اسلام نبی : اس کو دیکھ لیتے ہیں اور اس پر پوری توجہ دی جائے گی خالی دادو ہی نہیں بلکہ اور جہاں جہاں ممکن ہے وہاں بھی کر رہے ہیں۔

سید عبداللہ شاہ: جناب! آپ فی الحال حیدر آباد، میر پور، خاص..... these are big towns. I am talking of rural areas. You did not take single name of any rural town. That is why I am drawing your attention towards Dadu, Larkana and Jacobabad while are district headquarters.

انجینئر اسلام نبی: Rural Area میں ممکن نہیں ہے وہاں اتنی تعداد نہیں ہوتی لیکن جن علاقوں میں اتنے لڑکے مل جاتے ہیں اور ہمارے وسائل اجازت دیتے ہیں۔ ہم کام کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین : دادو کا دیکھ لیں۔ان کو proposal دے دیں۔لوگ آئیں گے تو Why not ? It is a good way of creating employment also. یہ لوگ پڑھ جائیں گے تو job نکل سکتے ہیں next question No. 25 جناب اشتیاق اظہر صاحب!

25. ***Syed Ishtiaq Azhar :** Will the Minister for Industries be pleased to state :

(a) whether it is a fact that the Government has decided to establish new industrial zones with certain incentives, if so, its details ; and

(b) whether Karachi and adjacent areas have been included in these industrial zones if not, its reasons ?

Sheikh Rashid Ahmad : (a) Yes. Twelve (12) Special Industrial zones have been decided to be established in the country. Out of these, three each would be set-up in the provinces of Punjab and Sindh, two each in the provinces of NWFP and Baluchistan and one each in the Azad Jammu and Kashmir and Northern Areas. Details of criteria/incentives annexed.

(b) Yes.

Annexure

PACKAGE OF CONCESSIONS, INCENTIVES, FACILITIES, ETC, FOR SPECIAL INDUSTRIAL ZONES.

Criteria/Scope

Main criteria/scope for the projects of the proposed Special Industrial Zones making them eligible for the package of

concessions, incentives and facilities etc. would be as follows :

(a) The project of Special Industrial Zones (each unit) should export goods at least upto 60% (sixty per cent) of their weighted production capacity. The export performance of these zones will be monitored closely.

(b) Minimum foreign equity for the projects (each unit) of Special Industrial Zones would be 40% (forty per cent) which would also include investment by non-resident Pakistanis living abroad :

Provided that if the foreign equity in a project (each unit) is 51% its export target may be reduced to 50% of the weighted production capacity :

Provided further that if any project (unit) fails to meet export target in any year its lease money shall triple and tax concession for that year not allowed.

(c) Projects/industrial under-taking included in the negative list (being notified separately) shall not be allowed to be set-up in the Zones.

1. *Tax and Fiscal Incentives*.-Tax and Fiscal Incentives would be the same as premissible under Rural Industrialization Scheme *i.e.* :

(a) Complete exemption from custom duty, sales tax and import surcharge on imported plant and machinery, not manufactured locally.

(b) Income tax holiday for a period of five years to those industries set-up between 1st Dec. 1990 to 30th June, 1995.

(c) Import licence fee & 2% instead of 6%.

2. *Bonding Facility*.--Special bonding facility for duty free raw-material will be provided on the pattern of Export Processing Units.

3. *Financing*.--Financing of the projects in addition to the following, shall be covered through normal rules applicable to the type of industry being set-up under projects :--

(i) Foreign investors shall bring their own foreign exchange for financing their projects.

(ii) Local DFIs will, however, consider for financing local currency cost of the projects subject to their normal terms and conditions and laid down procedure.

Government of Pakistan will not, however, guarantee payment of foreign loans.

4. *Octori Exemption*.-Provincial Government would be recommended, to exempt these special Industrial Zones from levy of Octroi.

5. *Labour Laws*.-Following Labour laws will not apply the Zones.

(i) The Workmen's Compensation Act, 1923 (VIII of 1923) ;

(ii) The Factories Act, 1934 (XXV of 1934) ;

(iii) The Payment of Wages Act, 1936 (IV of 1936) ;

(iv) The Minimum Wages Ordinance, 1961(XXXIX of 1961);

(v) The Provincial Employment Special Security Ordinance, 1965 (W.P. Ordinance No. X of 1965) ;

(vi) The West Pakistan Industrial and commercial Employment (Standing Orders) Ordinance, 1968 (W.P. Ordinance No. VI of 1968) ;

(vii) The Industrial Relations Ordinance, 1969 (XXIII of 1969) ;

(viii) The West Pakistan Shops and Establishment Ordinance,

1969 (W.P. Ordinance No. VIII of 1969) ;

(ix) The Employees Old-age Benefits Act, 1979 (XIV of 1976) ;

Following rules shall be applicable :

(i) No employee shall refrain from of refuse to work or go slow or go on strike ; or

(ii) No employee shall commence, continue, instigate incite or compel others to take part in or support, 'go slow' or strike.

(iii) The service of an employee shall be giverned by the terms and condition by an employer contained in his letter of appointment.

(iv) The service of an employee may be terminated by an employer in accordance with the terms and conditions contained in his letter of appointment.

(v) All other matters/issues relating to control of employment will be governed by the orders of managing authorities of the special Industrial Zones.

6. *Terms of Lease.*--Period of lease of land would be 5o to 99 years.

7. *Rent/Maintenance Charges.*--Annual increase in rent and maintenance charges will be related to the cost of development and inflation.

8. *Infrastructure.*-The Government will be responsible for provision of infrastructure within the Zone. The cost thereof will be treated as development cost and would be recovered as part of the price of the industrial plots in the industrial area. The cost will be recovered over a period of 3-4 years, and in case it is considered too high, the Government will consider subsity to the estent of 25%. On the other land, if the investors wished to sponsor the entire development with no participation from the government, that

would also be acceptable.

9. *Power.*-The concerned departments *i.e.* WAPDA, KES, etc. would construct grid station in the zones out of their own development programmes. Necessary land for this purpose will be provided by the Special Industrial Zones Management. The distribution of electricity from off-take point would also be the responsibility of Special Industrial Zones Management. The minimum charges in respect of bulk supply for the electricity would commence from the date the facility becomes available.

10. *Water.*-The bulk water supply and its distribution would be the responsibility of concerned Government Department/ Organizations.

11. *Gas.*-The concerned department will provide gas facilities in the zones. The funds would, however, be provided by the Ministry of Finance for provision of gas upto off-take point.

12. *Public Facilities.*-All public facilities such as fire station, polic office, health centre, park, mosque, custom office, bank, post office, etc would be provided by the concerned departments at their own cost.

13. *Residential Accommodation for Employees.*-Foreing employees would be provided accommodation by their employers by purchasing land on market rate.

Government of Pakistan would extend full co-operation in the acquisition of land etc., without involving any financial assistance/ subsity.

جناب چیئرمین : Any supplementary Question ?

سید فصیح اقبال: جناب والا! بات یہ ہے۔ کہ 12 Industrial Zones انہوں نے بتائے ہیں۔ صوبہ بلوچستان میں جو Hub Industrial Area ہے۔ اس کی تحصیل کو انہوں نے تمام Taxation سے جدا کیا ہوا ہے۔ جب کہ یہ ہمارا مسئلہ ہے کہ جو Industrialist

ہیں، ان سے بلوچستان government نے کیا فیصلے کیے ہیں۔ بہر حال جب بلوچستان کے اندر ہے، اس کو انہوں نے کیوں نظر انداز کیا ہے؟ جب کہ چونیاں اور فیصل آباد سے 10 miles کے Area پر Rural Area ہے۔ انہوں نے حب کو Industrial Zone سے کیوں exclude کیا ہے؟

چوہدری اسد الرحمان : یہ کراچی کی قربت کی وجہ سے ہوا ہے۔

سید فصیح اقبال: دیکھیئے کراچی سے جب نوریا آباد ہے تو کراچی کی قربت کا کیا مطلب ہے؟ کراچی تو خود ایک زمانے میں بلوچستان میں تھا۔ میر تالپوروں سے پہلے یہ تو خان قلات کا تھا۔ سوال یہ ہے کہ جب تحصیل کوئی ۵۰ میل کے اندر ہے تو یہ حب کے ساتھ زیادتی کیوں ہے؟ بلوچستان میں وہی Industry ہے اور اسی کو آپ نے exclude کیا ہوا ہے۔ کیا وزیر موصوف نے حب کا دورہ کیا ہے؟ وہاں سکران ہے۔ ابھی آپ کا وہاں power plant لگ رہا ہے۔ اس کو آپ نے کیوں exclude کیا ہے۔ بلوچستان میں ایک ہی Industrial Area ہے اسی کو آپ نے exclude کیا ہے۔

چوہدری اسد الرحمٰن : جناب چیئرمین! اس کا مقصد یہ ہے وہ علاقے جو پہلے developed نہیں ہیں۔ industry وہاں پر نہیں ہے۔ employment نہیں ہے۔ ان علاقوں کو develop کیا جائے۔

سید فصیح اقبال : بلوچستان میں کہیں بھی infrastructure نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : یہاں لکھا ہوا ہے کہ۔

twelve industrial zones have been decided to be established in the country, out of these three each would be set up in the provinces of Punjab and Sindh and two each in the provinces of NWFP and Baluchistan.

جناب منظور احمد لچکی : جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ دو علاقے جو انہوں نے دیئے ہیں وہ کون سے ہیں؟

جناب چیئرمین : یعنی بلوچستان میں کہاں بنا رہے ہیں؟

چوہدری اسدالرحمٰن : جناب چیئرمین! ابھی یہ فیصلہ نہیں ہوا یہ تو صوبائی حکومت نے فیصلہ کرنا ہے۔ اس میں Chamber of Industry کے مشورے سے فیصلے ہوں گے۔

جناب منظور احمد گچکی : یہ چونگی کی رقم کا جو انہوں نے کہا ہے کہ صوبائی حکومت سے سفارش کی جائے گی کہ چونگی کی رقم کو معاف کر دے یا industrialist کو چھوٹ دے دے۔ تو کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے چونکہ یہ بہت بڑا Revenue ہے اس رقم کو industrialist کی بجائے Federal Government صوبائی حکومت کو دے گی یا یہ ہمیں بالکل معاف کر دیا جائے گا، کیونکہ جواب میں ج کے بعد دیکھیں گے کہ صوبائی حکومت سے سفارش کی جائے گی کہ خصوصی صنعتی علاقے کو octroi سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب چیئرمین : آپ کا سوال کیا ہے؟

جناب منظور احمد گچکی : میرا سوال یہ ہے کہ ان کے جواب کے مطابق بقول ان کے صوبائی حکومت سے سفارش کی جائے گی کہ ان صنعتی علاقوں کو.....

جناب منظور احمد گچکی : میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ یہ بتائیں گے کہ یہ جو انہوں نے چونگی کی رقم کے بارے میں کہا ہے کہ صوبائی حکومت سے سفارش کی جائے گی کہ چونگی کو معاف کر دیں گے یا industrialist کو چھوٹ دے دیں گے تو کیا وزیر صاحب یہ بتانا پسند کریں گے کہ کیونکہ یہ بہت بڑا revenue ہے، یہ کیا Federal Government industrialist کی بجائے صوبائی خکومتوں کو دے گی یا یہ بالکل معاف کر دیا جائے گا؟ آپ جواب دیکھیں تو کہا گیا ہے کہ صوبائی حکومت سے سفارش کی جائے گی کہ وہ خصوصی صنعتی علاقے کو octroi سے مستثنیٰ قرار دے۔ یہ اس کا جواب ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا سوال کیا ہے؟

جناب منظور احمد گچکی : میرا سوال یہ ہے کہ بقول ان کے صوبائی حکومت سے

سفارش کی جائے گی کہ ان خصوصی علاقوں کو octroi سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ تو میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ octroi کی رقم چونکہ بہت زیادہ ہے تو کیا اس octroi کی رقم کو مرکزی حکومت صوبائی حکومتوں کو دے گی؟

چوہدری اسد الرحمٰن :جناب چیئرمین! یہ تو بعد میں طے کیا جا سکتا ہے، لیکن ابھی تو یہ فیصلہ ہے کہ ہم سفارش کریں گے۔ اگر صوبائی حکومت اس سلسلے میں بات چیت کرے تو اس سلسلے میں بات حیت ہو سکتی ہے۔

جناب چیئرمین : جناب شہزاد گل صاحب!

جناب شہزاد گل : جناب والا! یہ یہ جو special industrial zones ہیں، کیا یہ وہی zones ہیں جس کا وزیر اعظم صاحب ذکر کرتے ہیں، Motorway کے ساتھ connect کر کے۔ کیا یہ وہ zones ہیں یا Motorway independently کے ساتھ zones بنائے گئے جائیں گے یا پھر یہ اس کے ساتھ connected ہیں؟

چوہدری اسد الرحمٰن : جناب چیئرمین! جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے، کیونکہ یہاں بھی Motorway بن رہا ہے پنجاب میں تین زون بنیں گے۔ تین صوبہ سندھ بنتے ہیں دو بلوچستان میں، دو NWFP میں ایک Northern Areas میں اور ایک آزاد کشمیر میں۔ total یہ بارہ ہیں۔ تین جو پنجاب میں ہیں ان میں سے دو کی sites، Motorway کے ساتھ، شیخوپورہ اور چکری کے قریب پنجاب میں select کر لی گئی ہیں۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب چیئرمین! اسی پر ضمنی سوال ہے۔

جناب چیئرمین: پانچ ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ اب اگلا سوال۔

جناب منظور احمد گچکی : وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن یہ سوال بہت اہم ہے۔

جناب چیئرمین : وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن باقی سوالات باقی ممبران پوچھ سکتے تھے۔ اور وقت گزر جاتا ہے۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا! یہ چھ صفحات پر مشتمل جواب ہے۔

جناب چیئرمین : Rules کے مطابق چلتا ہے۔ پانچ کی اجازت ہے اور میرا خیال ہے۔ پانچ سے زیادہ ہو چکے ہیں۔

Mr. Manzoor Ahmed Gichki : You can permit me.

جناب چیئرمین : لیکن باقی ممبران کے سوالات رہ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے پچھلی دفعہ بھی ممبران نے اعتراض کیا تھا۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن باقی ممبران رہ جائیں گے۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب یہ دیکھیں کہ کتنا جواب ہے۔

جناب چیئرمین : صحیح ہے، گچکی صاحب! سوالات رہ جائیں گے۔ ایک گھنٹہ ہوتا ہے اس میں دس سوال پوچھ لیں یا پانچ پوچھ لیں۔ چلیں پوچھ لیں۔

(مداخلت)

جناب شہزاد گل : جناب والا! یہ جو انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ Motorway کے ساتھ connected ہیں اور پنجاب کی بات علیحدہ ہے تو ملک صاحب کہتے ہیں کہ پنجاب کی بات نہ کروں۔ لیکن ہم سرحد اور بلوچستان کی بات ضرور کریں گے۔ کہ وہاں پر Motorway کب بنے گا اور یہ Industrial Zone کب تک قائم ہوں گے؟

جناب چیئرمین : وہ جب Motorway کا سوال آئے گا تو پھر پوچھ لیجئے گا۔

جناب شہزاد گل: یہ تو پھر خوش کن بات ہے۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا! انہوں نے جواب دیا ہے کہ مندرجہ ذیل قواعد قابل اطلاق ہوں گے۔ یہ بہت بڑا sensitive question ہے مجھے اس کا جواب چاہیئے۔ جناب والا! اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس میں جو rules بنائے جا رہے ہیں یہ مکمل طور پر fundamental rights اور International Labour Organization کے Rules کے خلاف بن رہے ہیں۔ ایک طرف وزارت جو ہے وہ I.L.O کے charter پر

sign کرتی ہے۔ اس کے بعد یہاں اگر اس سے مختلف قوانین بنائے جاتے ہیں۔ کیا وزیر موصوف اس کا جواز دیں گے۔ کہ وہ اپنے اس stand کو fundamental rights کے تحت اس last answer سے کیسے justify کرتے ہیں۔

چوہدری اسد الرحمٰن : جناب چیئرمین! جہاں تک fundamental rights ہے وہ تو کوئی واپس ہی نہیں لے سکتا۔ یہ تو constitutional guarantee ہے۔ جہاں تک Labour Laws کا تعلق ہے تو جو وہ ان پر applicable نہیں ہیں ان کی List دے دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ جو terms and conditions ہونگے between the employer and the employee وہ خود بعد میں طے کریں گے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال۔ جی پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا! یہ اتنے اہم سوال ہوتے ہیں اور یہ ہمیں یہاں table پر ملتے ہیں، جس کی وجہ سے نہ تو ہم ان کو پوری طرح پڑھ سکتے ہیں اور نہ ہی ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔ مثلاً اسی سوال کو لیتے ہیں کہ اس میں labour کے بارے میں تمام مختلف Act جو مختلف wages کے ہیں ان سب کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ ہم concession میں دیں گے۔ اسی طرح اس کا دوسرا پہلو Industrial ہے اس میں کیا دے رہے ہیں کہ یہ zone بنیں۔ میں اسی کے متعلق Point of Order پر بات کرنا چاہ رہا ہوں پتہ نہیں جواب شام کو پہلے ملنے جائیں۔ یعنی اگر ہمیں اس کا جواب پہلے ہی مل جائے، یہی لکھا ہوا جواب، تو ہمارے لئے آسانی ہو گی میں اس نقطہ نظر سے بات کر رہا ہوں میں کوئی سوال نہیں کر رہا ہوں، صرف point of order پر بات کر رہا ہوں، یعنی آپ جناب والا! اندازہ لگائیں کہ following labour laws will not apply is the zones. The workman compensation.....

جناب چیئرمین : یہ سوال انہوں نے پوچھ لیا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : میں کوئی سوال نہیں کر رہا ہوں بلکہ Point of

Order پر بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین : آپ کا Point of Order کیا ہے؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : میرا Point of Order یہ ہے کہ ہمیں یہ جوابات ایک دن پہلے لکھے ہوئے ملنے چاہیں۔

جناب چیئرمین : اس کا، میں آپ کو جواب دیتا ہوں۔ کہ یہ پارلیمانی روایت آج کی نہیں ہے بلکہ صدیوں سے ہے۔ جو جواب آپ کو ملنا ہے، یہ Hour کا استحقاق ہے کہ یہ House میں آئے۔ اگر یہ جوابات پہلے دے دیں گے تو پھر House کی کارروائی کا کیا فائدہ ہے، پھر تو اگر ہم نے جوابات گھر پر ہی دینے ہیں گھر میں ان کو چٹھی لکھ دیا کریں گے کہ یہ جوابات ہیں۔ یہ ہاؤس کا استحقاق ہے اور یہ آج کی بات نہیں بلکہ پرانی رویت ہے British Parliamentary Practice بھی یہی ہے۔ India میں بھی یہی ہے National Assembly میں بھی یہی ہے اور یہاں بھی یہ ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : یہ ٹھیک ہے، فرض کیا کہ یہ ایسا ہے کہ یہ استحقاق ہے۔ تو ایک دن پہلے ہمیں یہ چیزیں table پر ملیں یعنی سوال آج ہے اور جواب آپ کو پہلے table پر مل جائے۔

جناب چیئرمین : جو کل سوال آنے ہیں، ان کے جوابات بھی کل ہی ملیں گے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا! ہم نے بھی تو اپنی روایات قائم کرنی ہیں۔

جناب چیئرمین : میں آپ کو ایک اور بات بتاؤں۔ کہ اگر ایک Member کوئی سوال پوچھتا ہے۔ تو وہ کسی back-ground پر ہی پوچھتا ہے۔ اس کا ذہن بڑا clear ہونا چاہیئے۔ میں نے اس سوال کے جواب پر کیا ضمنی سوالات پوچھنے ہیں۔ یہ سوال Member ویسے ہی نہیں پوچھتے ہیں۔ اس کے پیچھے home work involved ہوتا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جس نے سوال کئے ہیں، اس کو پتہ ہوگا، لیکن باقی کو تو پتہ نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین : اصل مقصد سوال والے کا ہی ہوتا ہے۔ آپ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔ آپ بھی پوچھ لیں۔ اگر آپ کو بھی اس میں کوئی ایسی وضاحت چاہیے آپ بھی پوچھ سکتے ہیں، لیکن یہ ہاؤس کا ایک طریقہ ہے جو آج سے نہیں بلکہ پرسوں سے چل رہا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا! روایات آپ بھی بنا سکتے ہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : یہ روایت اچھی ہوگی تو اپنائیں گے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اچھی نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ جو ہاؤس کا استحقاق ہے۔ اس کو برقرار رہنا چاہیئے۔

جناب منظور احمد گچکی : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین :جی۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا، میں ان کے جواب میں مطمئن نہیں ہوا ہوں۔

جناب چیئرمین : تو اس کے متعلق آپ پوچھیں نا۔ اب آپ کا اگلا سوال آگیا ہے۔ اس میں آپ Rule 55 دیکھ لیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ پہلے Rule 55 دیکھ لیں۔ اس کا تعلق جوابات سے ہے۔

جناب منظور احمد گچکی : میں نے پڑھے ہیں۔

جناب چیئرمین : آپ ذرا پڑھ لیں۔ میں سارے ہاؤس کی بات کرتا ہوں۔ میں آپ کا پھر point of order سنتا ہوں۔ 55 جو کہتا ہے اس کا آپ proviso دیکھیں۔ پہلے تو لکھا ہوا ہے کہ جو ایسے سوالات ہوں گے،

The Chairman shall disallow any supplementary question which, in his opinion, either infringes any provision of these rules relating to the subject matter etc., etc., آگے دیکھیں Provided that ordinarily not more than three supplementary questions shall asked.

Mr. Manzoor Ahmad Gichki : I am not going to challenge your authority.

جناب چیئرمین: No, No، authority کی بات نہیں ہے۔ میری عرض صرف یہ ہے کہ سوالات کے لئے ایک گھنٹہ ہوتا ہے اگر آپ ایک سوال میں دس سوالات پوچھیں گے تو یہ سلسلہ پورا نہیں ہوگا۔

جناب منظور احمد گچکی : اسی میں اگر میں سوال کرتا تو مجھے اس کا اسی رول کے تحت کب کا جواب مل چکا ہوتا۔

جناب چیئرمین : یہ آج کی بات نہیں ہے، بلکہ اسے ایک روایت بنالیں۔

جناب منظور احمد گچکی : کیا اس سے زیادہ کوئی اہم چیز ہے کہ آپ ایک 'Industrial Zone' declare کر رہے ہیں، دو چار، چھ اور ان پر آپ یہ قدغن لگا رہے ہیں کہ یہاں پر جو ملکی اور غیر ملکی Labour Laws ہیں وہ لاگو نہیں ہوتے ہیں۔ ان کے لئے پاکستان اپنی طرف سے Labour لا رہا ہے اس میں باقاعدہ پانچ، چھ شرائط درج ہیں کہ جی labour یہ نہیں کر سکتی، labour وہ نہیں کر سکتی۔

جناب چیئرمین: اب آپ کا سوال کیا ہے۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ قوانین ان قوانین سے جو آپ نے بین الاقوامی سطح پر sign کئے ہیں I.L.O. کے Forum اور اپنے یہاں Labour Laws بنائے ہیں تو یہ ان سے مختلف کیوں ہیں؟ کیا یہ ان سے متضاد نہیں ہیں؟ اگر متضاد ہیں۔ تو ایسا کیوں ہے؟

جناب چیئرمین : وہ پوچھتے ہیں کہ کیا یہ Labour Laws ان Labour Laws سے متضاد ہیں جو پاکستان نے Labour Convention کے تحت منظور کئے ہیں۔

چوہدری اسد الرحمٰن : جناب چیئرمین! جو Labour Laws ہیں وہ پاکستان میں موجود ہیں۔ یہ جو Special Zones بنائے گئے ہیں، ان کا مقصد ہی یہ ہے کہ ان میں

Foreign Investment ہو سکے۔ یہاں ۴۰ فیصد foreign component ہو گی اور ۶۰ فیصد local component ہو گی۔

ملک میں employment generate کرنے کے لئے، exportable surplus کرنے کے لئے اور ملک میں Foreign investment attract کرنے کے لئے یہ خاص مقصد کے لئے Laws بنائے گئے ہیں اور یہ ایسا نہیں ہے کہ Labour کو بالکل ہم ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : گچکی صاحب! ان کو جواب تو دے لینے دیں۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا! ان کے پاس کوئی جواب ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : بہر حال انہوں نے جواب دیا ہے۔ میں اب اس میں کیا کر سکتا ہوں؟ آپ نے سوال کیا ہے اور انہوں نے جواب دے دیا ہے۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب! یہ تیاری کر کے آیا کریں۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال No. 27

27. ***Syed Ishtiaq Azhar :** Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state the reaction shown by the Government of Pakistan on converting Babri Mosque into a Hindu temple in India ?

Mr. Muhammad Siddique Khan Kanju : The plan of the fundamentalist Hindu organisations to contruct a temple at the site of the Babri Masjid in Ayodhya, and the resolve of the Muslims to prevent it, has aroused fears of increased communal tension. Already several bloody incidents have taken place in different parts of India. The Babri Masjid is a 500 years old monument of Muslim heritage in India. The Government of Pakistan reflecting widespread sentiments of the people of Pakistan, has on several occasions expressed its deep shock and anguish over the desecration of the historic Babri Masjid. The Government strongly deplores and condemns the Hindu extremists designs to desecrate and old Muslim monument.

On 26 October 1990, the Foreign Office Spokesman expressed our Government's concern and anxiety at the communal tension in India over the Babri Masjid issue which had led to riouting and tragic loss of life. On 1st November 1990, the Foreign Minister issued a statement expressing the shock and anguish of the people of Pakistan at the desecration of Babri Masjid. On 14 November 1990 the Senate Standing Committee in its meeting took a stron notice of the descretion of the babri masjid ad urged the Government of India to ensure safety of religious places and lives of Indian Muslim. The Prime Minister discussed the Babri Masjid controversy with Mr. Chandra Shekhar, the then Prime Minister of India, during the 5th SAARC Summit at Male in November 1990 and stated that like Kashmir the Babri Masjid issue was an emotional one for Pakistan.

More recently, the Foreign Office Spokesman expressed deep distress ad anguish on 14 July, 1992 over the despicable activity by the Hindu extermist organizations to construct a temple on the disputed site adjacent to the Babri Masjid. We have noted that the government of Prime Minister Narasimha Rao has succeeded in persuading the Hindu fundamentalist leaders to temporarily suspend the construction work on the controversial temple to find an acceptable solution of the Ram Janam Bhoomi/Babri Masjid dispute. In a speech on 15th August Prime Minister Narasimha Rao reiterated his Government's resolve nto to allow the demolition of the Babri Masjid. We trust that the Indian Government would not allow the Hindu extremist elements to demolish the Babri Masjid.

On our request the Secretary General OIC has thrice issued statement on the desecration of historic Babri Masjid Ayodhya.The latest being issued on 14 July, 1992. The Government of Pakistan has been in constant touch with OIC Secretariat on the issue of historic Babri Masjid to evolve a joint response of the Muslim Ummah.

The plans to demolish the Babri Masjid and construct Ram Temple at Ayodhya at the site of the Mosque is neither justifiable on moral and legal grounds nor substantiated by historic and archeological evidence. The Government, therefore, will keep urging the Government of India to take effective measures for the protection and restitution of the safety, sanctity and integrity of the

Babri Masjid.

Syed Tasneem Nawaz Gardezi : I will give a brief statement on this on behalf of Government of Pakistan. It is indeed regrettable that the Indian Law Enforcement Agencies were not able to prevent the construction work of Ram Mandar at the cite of Babri Mosque while the extremists have demporarily suspended the construction of the temple. The government of Pakistan urged the government of India to take effective measures to protect and restore the sanctity of the Babri Mosque.

Mr. Chairman : Thank you. Yes, Faseih Iqbal Sahib.

سید فصیح اقبال: جناب! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پاکستان ان تمام associations اور forums کا member ہے جس میں India بھی ہے انڈیا Secularism کا بڑا Champion ہے۔ آپ ان چیزوں کو ان forums میں نہیں لاتے یعنی اسلام کے علاوہ یہ ایک heritage کا بھی مسئلہ بھی ہے اور وہاں کے ہندو writers نے اور ہندو مؤرخین نے بھی باقاعدہ Parliament میں بیان دیا کہ وہاں کے صوبے کی ایک انتہا پسند ہندو جماعت نے کیا ہوا ہے، لیکن ان کی حکومت بے بس ہے۔ آپ کیا ایسی چیز world forum پہ نہیں لا سکتے؟ کیا یہ عالمی قوانین کی خلاف ورزی نہیں ہے جبکہ ہر وقت کی حکومت کی یہ ذمہ داری ہے؟

تسنیم نواز گردیزی : بالکل جناب والا! یہ معاملہ OIC میں اٹھایا گیا تھا اور as a result of the sincere efforts put in by the government, the OIC Secretary General issued a statement on 14th July, 1992, wherein the OIC expressed its profound concern over the start of the construction work of a temple at the cities of Babri Mosque. تو ہم جناب والا! یہ مسئلہ کئی مرتبہ باور کرا چکے ہیں۔ یہ پانچ سو سولہ پرانی مسجد جو ہے اس کو گرانے کا اور اس کے اوپر مندر بنانے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ اس میں صرف یہ نہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں بلکہ پاکستان کے مسلمانوں کے جذبات بھی مجروح ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہم اس معاملے کو ہر forum پہ اٹھانے کے لئے تیار

ہیں اور اٹھایا بھی ہے۔

Dr. Bisharat Ellahi : Mr. Chairman ! Through you I would like to ask the honourable Minister, can we not raise this issue at the International Court at Hague. It is a question of violation of basic human rights.

Syed Tasneem Nawaz Gardezi : I don't know what they have done at present but I think we will do this as it is good suggestion.

حافظ حسین احمد : جناب چیئرمین! کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ ۷۴ء کے آئین کی ایک ترمیم کی رو سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا اور اس کے بعد ان کی عبادت گاہیں ہیں وہ مساجد کی طرح ہیں تو آیا بابری مسجد کے متعلق جو پاکستان کا موقف ہے اور پاکستان کی جو ایسی مساجد ہیں جو قادیانیوں کے control میں ہیں اور مسجد کی شکل میں ہیں تو کیا ان کا مؤقف اس سے کمزور نہیں ہوتا؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا وہ قادیانیوں کی ان عبادت خانوں کی ہیئت کو تبدیل کرنے کے لئے کوئی اقدام کریں گے؟

جناب چیئرمین : اس کا بابری مسجد کے مسئلے سے کیا تعلق بنتا ہے؟

حافظ حسین احمد : جی جناب! بابری مسجد سے ہے۔

جناب چیئرمین : fresh سوال کریں۔

سید تسنیم نواز گردیزی: جی ہاں۔ جناب! میں بھی یہی کہنے والا تھا۔ یہ علیحدہ سوال ہے جی۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال نمبر ۹۲۔ اقبال حیدر صاحب!

92. ***Syed Iqbal Haider :** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state :

(a) whether it is a fact that a number of brands/types of dangerous and poisonous pesticides disapproved or banned by the World Health Organization are being imported and sold in

Pakistan ; and

(b) the steps taken by the Government to check and prevent import and sale in Pakistan of such dangerous and poisonous pesticides ?

Lt. Gen. (Retd.) Abdul Majeed Malik : (a) The World Health Organization (WHO) is only a recommendatory body and not a regulatory authority. As such, it cannot ban/disapprove any brand of pesticides. Such an exercise is the duty of the respective governments.

(b) Availability of dangerous pesticides is checked at two stages *i.e.* before import/local manufacture/formulation stage by refusing to register such a pesticide on the basis of laboratory/field results and by de-registration of a registered pesticide on the basis of new evidence. For this, the Government regularly reviews health hazards associated with any pesticide, also keeping in view the reports of WHO/FAO/UNEP of such pesticides.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال۔

Dr. Muhammad Rehan : I would like to ask the honourable Minister that how many pesticides have been deregistered or banned during the last three years ?

چوہدری اسد الرحمٰن: Sir میرے پاس جو list ہے اس میں ۱۵ ہیں اور چار اسی مہینے میں deregistered ہوئی ہیں۔

Dr. Bisharat Ellahi : Sir, the impression one gets from this answer is perhaps, we in Pakistan are not geared to check on the quality and hazards that these pesticides can cause to the human life. اسی قسم کے ایک سوال پر پچھلے دنوں یہاں Senate میں بحث ہو رہی تھی جس میں we tried to highlight the importance of being very cautious the use of pesticides and in the import of pesticides. پچھلے دنوں اخباروں میں بھی اس پر بہت بحث ہوئی ہے میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا

that do they have adequate facilities in the country wherein they can actually shcek the quality of the pesticides and the hazards that it is likely to have on human life ? انہوں نے یہاں یہ لکھا ہے توان کے متعلق تو دے سکتے ہیں لوگوں کو sorry کر کے یہ تو جاننا چاہتے ہیں کہ کتنے لوگ بچتے ہیں کتنے مرتے ہیں؟ میرا خیال ہے وہ تو کوئی صحیح طریقہ نہیں ہو گا؟

چوہدری اسد الرحمٰن : جناب چیئرمین! میں معزز رکن سے اس معاملے میں متفق ہوں کہ ساری دنیا میں پہلے اور خاص طور پر ہمارے ملک میں hazards to health کے متعلق consciousness نہیں تھی لیکن اس وقت پچھلے تین چار سالوں سے ہمارے ملک میں consciousness ہو گئی ہے۔ حکومت نے اب اس معاملے میں کافی کارروائی کی ہے۔ یہ ایک Agricultural Pesticides Technical Advisory committee ہے جو اس سلسلے میں مشورہ دیتی ہے اور انہوں نے خاص طور پر اس health hazards review کے لئے رجوع کرنے کے لئے committee بنائی ہوئی ہے اس میں specialists ہیں اور doctors ہیں۔ میں دو کا نام پڑھ دیتا ہوں۔

Prof. Shabir Hussain, Health National Poison Control Centre, Jinnah Post Graduate Centre, Karachi and Dr. Abdul Baseer, Professor of Bio-Chemistry Jinnah Post Graduate Medical Centre, Karachi.

یہ بھی اس Committee میں جو کہ review committee ہے اس میں شامل ہیں انہی کی سفارش پہ چار دوائیں اسی ماہ میں de-register ہوئی ہیں سات اور pesticides کے متعلق کارروائی ہو رہی ہے۔

Syed Abdullah Shah : If the answer it has been stated that World Health Organization is only a recommendatory body. Has the WHO recommended the stoppage of using of certain pesticides which are used in Pakistan ?

چوہدری اسد الرحمٰن : جناب چیئرمین! WHO کے علاوہ FAO اور United

Nations Environment Programme ہے وہ اپنی سفارشات دیتے رہتے ہیں Review Committee خصوصی طور پر اسی لئے بنائی گئی ہے۔ ان کے مطابق جو ان کی سفارشات ہیں ان پر عملدر آمد ہوگا اور ایسی pesticides کو deregister کیا جائے گا۔

Dr. Muhammad Rehan : I would request the honourable Minister to answer whether it is not extremely dangerous and harmful for the public life that the pesticides sprays are being advertised on the TV and other medias so indiscriminately and haphazardly without telling the public that they should take precautionary measures which should also be shown at the same time to the people.

چوہدری اسد الرحمٰن: جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں ڈاکٹر صاحب نے بہت اچھی تجویز دی ہے ویسے حکومت کوشش کرتی رہے گی محکمہ زراعت کی توسیعی سروس کاشتکاروں کو اس سلسلے میں educate کرنے کی کوشش کرتی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے اور بھی کوشش ہونی چاہیئے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! اگلا سوال نمبر ۹۳۔

93. ***Dr. Muhammad Rehan :** Will the Minister for Production be pleased to state the amount of Security required by the Pakistan Steel Mills for the grant of a Dealership ?

Engr. Islam Nabi : Security deposit for dealers of different product categories is as under :-

Products	*Security Deposits*
Consumer dealers for flat product.	Rs. 1,00,000
Hot Rolled.	Rs. 1,50,000
Cold Rolled.	Rs. 1,00,000
Galvanised product.	Rs. 1,00,000
Pig Iron.	Rs. 50,000
Hard Coke.	Rs. 50,000
Coal Tar.	Rs. 15,000

جناب چیئرمین : ضمنی سوال۔

ڈاکٹر محمد ریحان : جناب والا! جواب میں تو بتایا گیا ہے کہ جب سے یہ پاکستان Steel Mill قائم ہوئی تھی ایک لاکھ روپیہ کے Security Deposits ہیں لیکن اس کے بعد ان کی جو Security Deposit بڑھادی گئی ہے اس کی وجہ سے اتنی رقم نہ ادا کرنے سے کافی لوگ اس Dealership سے محروم ہوگئے ہیں۔

جناب چیئرمین : جی Minister for Production۔

جناب اسلام نبی: جناب والا! اس کے بارے میں ابھی میرے پاس information نہیں ہے۔ لیکن رواں یہ Dealership کے علاوہ Non-dealer کو بھی مال لینے کی اجازت ہے اس کے اوپر کوئی پابندی نہیں ہے اور جتنا مال Steel Mill سے چاہیئے وہ وہاں کی مقرر کردہ price پر لے سکتا ہے۔ Policy ایسی رکھی گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ ہو۔ اور Steel Mill کے جو Products ہیں اس کی مصنوعات کی Sale میں بھی اضافہ ہو۔

ڈاکٹر محمد ریحان : جناب والا! کیا وزیر موصوف کو یہ حقیقت معلوم ہے کہ راجہ عبدالستار Executive میسرز اور راجہ برادرز لاہور نے Court سے اس معاملے میں ایک stay order بھی حاصل کیا تھا کہ یہ ایک لاکھ کی dealership بحال رہے، لیکن Company یا Corporation نے اس کو نظرانداز کرتے ہوئے معاملے کو جوں کا توں رکھا ہے۔

جناب چیئرمین : اگر اس کے order ہیں اور اگر stay order کی خلاف ورزی ہو رہی ہے تو عدالت میں جائیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان : جناب ایک اطلاع میں نے چونکہ پڑنی تھی تو میں یہاں پر لے آیا ہوں، سوال کیا ہے؟

جناب چیئرمین : نہیں وہ تو آپ حق رکھتے ہیں لیکن اگر حکم امتناعی کی خلاف ورزی

ہوئی ہے then you go to the court بہر حال وہ سوال کا جوال تو دیں گے۔

ڈاکٹر محمد ریحان : جناب وزیر صاحب سے جواب تو مل جائے۔

انجینئر اسلام نبی: میرے پاس اس کی اطلاع نہیں ہے۔ میں معلوم کر کے ہاؤس میں اطلاع پیش کر دوں گا۔

ڈاکٹر محمد ریحان : جناب! اس طرح رقم بڑھا کے کئی لوگوں کو جو ایک ایک لاکھ روپے Security deposit سے اپنی dealer ship قائم رکھے ہوئے تھے۔ اب وہ اچانک بڑھا کر سات لاکھ کر دی گئی تو کیا کئی لوگوں کا معاشی قتل عام اس سے نہیں ہو گا؟

انجینئر اسلام نبی : اس سے میں سمجھتا ہوں کہ کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہو گا کیونکہ بغیر dealer ہوتے ہوئے بھی وہاں سے مال اٹھا سکتے ہیں۔ اور اس کے اوپر کوئی پابندی نہیں۔ جتنی مقدار میں چاہیں لے لیں میں نہیں سمجھ رہا کہ اس میں لوگوں کو کسی قسم کا نقصان ہو رہا ہے بلکہ ہماری وہاں کی Product sale بھی بڑھ گئی ہے۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی : جناب چیئرمین! through you I would like to ask the honourable Minister that اگر Dealer اور Non-dealer میں کوئی فرق ہے ہی نہیں اور پھر why do that have dealers and why do they have security deposits.

جناب چیئرمین: جی جناب! منسٹر صاحب۔

انجینئر اسلام نبی : یہ dealer کا سلسلہ پرانا تھا۔ یکم اپریل ۹۲ء سے Non-dealer کا کیا گیا ہے تاکہ اس مین زیادہ سے زیادہ لوگ participate کر سکیں اور اس میں competition بڑھے اور ہماری sale بڑھ جائے۔

جناب چیئرمین : تو Dealer کا فائدہ کیا ہے؟

انجینئر اسلام نبی : اگر ان کے فائدے میں نہیں ہے تو وہ اپنی Security واپس لے سکتے ہیں۔ یہ تو ان کے اوپر ہے۔

جناب چیئرمین : Next Question 94 اقبال حیدر صاحب!

94. ***Syed Iqbal Haider :** Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state the date on which Government of Pakistan decided to recall its Ambassador from Yugoslavia and required the Ambassador of Yugoslavia in Islamabad to leave Pakistan, indicating also the date of departure from Pakistan of the Ambassador of Yugoslavia as well as the date of departure from Yugoslavia of the Ambassador of Pakistan ?

Mr. Muhammad Siddique Khan Kanju : The Government of Pakistan announced its decision to recall Ambassador T.K. Khan on June 03, 1992, and he was informed accordingly. The Ambassador left Belgrade for Islamabad *via* Vienna on July 01, 1992.

The Government of Pakistan decided on July 05, 1992 to send back the Belgrade representative from Islamabad. He left Pakistan on July 19, 1992.

سید فصیح اقبال : یہ جناب ٹی کے خان صاحب کو دوبارہ کس تاریخ کو بلایا گیا تھا؟

جناب چیئرمین : ہوا ہے کہ ۳ جون ۱۹۹۲ء کو بلایا گیا تھا۔

سید فصیح اقبال : یہ اسی بوسینیا سے متعلق ہے۔ میں اس لئے وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ کیا صرف سفیر کو بلا لینا ہی کافی تھا یا کچھ اور اقدامات آپ نے کئے؟

سید تسنیم نواز گردیزی : Diplomatically سفیر کو بلانا گورنمنٹ کا بوسینیا کے issue پر ایک نئی reaction ہونا ہے۔ تو اس کے علاوہ It was the first reaction against this issue. The second strongest action was that we asked the Yugoslavia Ambassador to leave Pakistan. تو یہ ایک diplomatic طریقہ کار ہے۔

جناب چیئرمین : اس کے علاوہ ایوان نے قرارداد پاس کی ہے۔ نیشنل اسمبلی نے پاس کی ہے۔ یہ سارا کچھ ہوا ہے نا۔

سید تسنیم نواز گردیزی : اس کے علاوہ گورنمنٹ کی statements آئی ہیں۔

سید فصیح اقبال : کیا ہمارا سفارت خانہ بند ہو چکا ہے یا ابھی تک چل رہا ہے؟

سید تسنیم نواز گردیزی : بند ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین : Next question 95 حافظ حسین احمد صاحب۔

95. ***Hafiz Hussain Ahmad :** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state :

(a) the amount of foreign exchange spent on the import of wheat during 1991-92, indicating also the rate of wheat per ton and the names of the countries where from wheat was imported ; and

(b) the total number of contractors and companies that sent offers indicating also their names and the rates quoted by them.

Lt. Gen. (Retd.) Abdul Majid Malik : (a) Total amount of $ 286.95 million was spent on import of 1.640 million tons of wheat during the year 1991-92.

Average FOB price	$ 150.41 per ton
Total FOB price	$ 246.72 million
Total C&F cost	$ 286.85 million

Details are as under :-

Qty. in tons	Country	Average C&F price $ P.T.
11,49,284	U.S.A.	174.54
3,23,841	Australia	184.96
1,67,235	Canada	158.17

(b) Information is being collected from Parep Washington where from purchases were made and will be placed before the House in due course.

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

حافظ امین احمد : جناب! جواب میں بتایا گیا ہے کہ آسٹریلیا سے اوسطاً ۱۸۴ء۹۶ ڈالر فی ٹن کے حساب سے گندم درآمد کی گئی۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ پاکستان میں لوگوں سے جو گندم خریدی جاتی ہے، وہ ڈالر کے حساب سے کس قیمت پر خریدی جارہی ہے؟

جناب اسدالرحمٰن: ڈالر کا حساب یہ خود لگالیں۔ اب ایک سو پچیس روپے فی من ہے اور یہ جو قیمت ہے ایک سو چوراسی روپے یہ تقریباً پونے دو سو روپے بنتی ہے۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے جی! Next question No. 96 راجہ محمد افضل خان صاحب۔

96. ***Raja Muhammad Afzal Khan:** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state whether it is a fact that the Chairman, Agricultural Price Commission has issued a threat to dismiss from service some officers and staff members of the department if so its reasons ?

Lt. Gen. (Retd.) Abdul Majeed Malik : Incorrect. No threat of dismissal has been issued to the staff members.

جناب چیئرمین : کوئی ضمنی سوال؟ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ نمبر ۹۷ جی راجہ محمد افضل خان صاحب۔

97. ***Raja Muhammad Afzal Khan :** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state the expenditure incurred on the shifting of the office of the Agricultural Price Commission from NAFDEC to Ajaib and Sons Plaza, Blue Area, and again in sector G-8, Islamabad, separately in each case ?

Lt. Gen. (Retd.) Abdul Majeed Malik : (i) The expenditure on the shifting of the office of Agricultural Price commission from NAFDEC to Ajaib & sons Plaza, Blue Area (July, 1989) was as follows :-

(a)	Expenditure on account of shifting of telephone, telex and PABX exchange charges.	Rs. 78,244
(b)	Other shifting charges.	Rs. 12,810
		Rs. 91,054

(ii) Shifting charges from M/s. Ajaib & sons Plaza, Blue Area to Sector G-8 Markaz (September, 1991) was as follows :-

(a)	Shifting charges of telephones and telex	Rs. 8,000
(b)	Other shifting charges.	Rs. 5,874
		Rs. 13,874

جناب چیئرمین : کیا ضمنی سوال ہے؟

سید فصیح اقبال: اب اس میں جو بھی question ہے on the expenditure on account of shifting of telephones اس میں 78,000 بتایا ہے دفاتر کو منتقل کرنے کی کیا وجوہات تھیں؟ اس shifting پر حکومت کا اتنا پیسہ خرچ ہوا ہے؟

جناب اسد الرحمٰن : جناب چیئرمین! یہ جولائی ۸۹ میں shift کیا گیا تھا یہ اس وقت کا خرچ تھا۔ اب جو shift کیا گیا ہے تو اس کے چارجز صرف ۸۰۰۰ روپے ہیں۔

جناب چیئرمین : Next question 98 راجہ محمد افضل خان صاحب!

98. ***Raja Muhammad Afzal Khan :** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state whether it is a fact that during the internal audit of Agricultural Price Commission for the year 1988-89 some serious irregularities were pointed out, if so, action, if any, taken thereon ?

Lt. Gen. (Retd.) Abdul Majeed Malik : Internal audit pointed out some omissions/errors which were mostly procedural, but not serious : Action to rectify has been/is being taken. The auditor had concluded that the "overall maintenance of record was satisfactory".

جناب چیئرمین : کوئی ضمنی سوال؟

سید فصیح اقبال: جواب میں یہ بنایا ہے یہ defend کیوں کرتے ہیں جب audit report میں ہے؟ اب اس میں لکھا ہے کہ minor اور major۔ اب یہ تو رپورٹ سے ظاہر ہوگا اور رپورٹ تو ایوان میں نہیں ہے۔ تو حکومت کیوں defend کرتی ہے؟ اگر Audit Report میں کہیں بے قاعدگی ظاہر کی گئی ہے تو حکومت اس پر ایکشن لے بجائے اس کے کہ یہ کہے کہ نہیں تھوڑا سا ہے۔ اب ہم inquiry بھی کر رہے ہیں۔ صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں۔ یہ بتائیں کہ حکومت انکوائری کر رہی ہے یا نہیں؟

چوہدری اسد الرحمٰن : جناب! ہم نے یہاں بیان کر دیا ہے کہ بہت سے معاملات rectify کر دیئے ہیں۔ Action لیا گیا ہے۔ لیکن وہ بہت serious نہیں تھے۔

جناب چیئرمین : ڈاکٹر ریحان صاحب!

ڈاکٹر محمد ریحان : جناب وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ:

Whether internal audit pointed out some omissions and errors which were mostly procedural but not serious ?

اگر وہ serious نہیں تھے تو وہ omissions جو not serious ہو گئی ہیں تو کیا محترم وزیر صاحب اس پر کچھ روشنی ڈالیں گے؟

چوہدری اسد الرحمٰن : میں سمجھا نہیں۔

جناب چیئرمین: یعنی وہ کس قسم کی تھیں؟ ایک آدھ مثال دے دیں کہ کیا تھا؟

چوہدری اسد الرحمٰن : مثال کے طور پر بتاتا ہوں کہ ایک observation تھی۔ which was observed by the officers that an amount of Rs. 2000 was

paid to Mr. Muhammad Aslam Qureshi, AEO as advance to meet unforseen expenditure but adjustment has yet not been given. تو ان سے یہ پیسہ انکوائری کر کے واپس لے لیا گیا اور اسے dismiss بھی کر دیا گیا۔

جناب چیئرمین: Thank you ۔Question 99 گچکی صاحب!

99. ***Mr. Manzoor Ahmed Ghichki :** Will the Minister for Production be pleased to state :

(a) the periods for which different units of the Pakistan Steel remained closed in 1988 indicating also resultant losses suffered by them ; and

(b) the total losses suffered by Pakistan Steel during the last five years indicating also the time by which it will make profits ?

Engr. Islam Nabi : (a) None of the units of Pakistan Steel remained closed in 1988.

(b) The profit/loss position of Pakistan Steel during the last five years is given below :-

	(Rs. in Million)
1987-88	(350)
1988-89	58
1989-90	(1053)
1990-91	(220)
1991-92	(862)

Concerned efforts are being made to curtail un-productive expenditure by implementing efficient sales and production policies, resorting to effective inventory management and ensuring optimum utilization of manpower. It is hoped that these measures will produce favourable results during 1992-93.

جناب منظور احمد گچکی: جناب والا! میرا ایک سوال ہے وزیر موصوف سے یہ کہ ۹۱۔۱۹۹۰ء میں ۲۲۰ ملین کا نقصان ہوا۔ ۹۲۔۱۹۹۱ء میں ۸۶۲ ملین کا نقصان ہوا۔ میں ان

سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس فرق کی اس نقصان کے زیادہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں؟ پیچھے بھی کافی ہے لیکن میں صرف ان چار سالوں کا ان سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

انجینئر اسلام نبی : جناب والا! حکومت نے کچھ اپنی Taxation Policy بدل دی تھی Sheraded Steel پر پندرہ سو سے گھٹا کر پانچ سو روپے duty کر دی گئی۔ اور Ship breaking میں بھی جو پندرہ سو تھا اسے ایک ہزار پر لے آئے تھے اس سے private entrepreneurs کو تو فائدہ ہوا لیکن اس سے پاکستان سٹیل مل کے خسارے میں اضافہ ہوا۔

حافظ حسین احمد : جناب چیئرمین! جواب میں کہا گیا ہے کہ پاکستان Steel Mill میں پچھلے پانچ سال کے دوران نفع نقصان کی صورت حال مندرجہ ذیل ہے اس میں ۸۸ء سے لے کر ۹۰ء تک نفع کہاں ہے؟

جناب چیئرمین : جی جناب منسٹر صاحب میرے خیال میں نفع تو ہے ہی نہیں۔

انجینئر اسلام نبی: ۸۹۔۱۹۸۸ء میں ۵۸ ملین کا منافع تھا اور اس کے بعد سے اس میں نقصان ہے اور پہلے ہی نقصان تھا۔

جناب چیئرمین : Brackets کا مطلب ہوتا ہے نقصان۔ جہاں brackets آ جائیں تو وہ نقصان ہوتا ہے۔ 58 کا مطلب ہے کہ نفع۔ اس میں bracket نہیں ہے۔ جی جناب! سپلیمنٹری۔

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین! مجھے یاد ہے کہ سابق چیئرمین جنرل بخاری تھے۔ انہوں نے میرے خیال میں ایک سال میں دس Press Conferences کی تھیں۔ Steel Mill کو ہم نے بڑا فائدہ پہنچایا ہے۔ بڑا فائدہ ہو رہا ہے۔ Steel کا اتنا profit ہے۔ اب ہم کسی بینک سے نہیں لیں گے۔ تو اول تو ان کی competency نہیں رہتی۔ لیکن انہوں نے جب یہ Press Conference کی تو لوگوں کو یہ یقین تھا کہ یہ profit میں چلی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: سوال کیا ہے؟

سید فصیح اقبال : سوال یہ ہے کہ انہوں نے تو announce کیا تھا کہ Pakistan Steel Mill اب profit میں چل رہی ہے اور ہم نے ایک خطیر رقم حکومت کے لئے بچائی ہے تو میں کہہ رہا ہوں کہ اس سے پتہ چل رہا ہے کہ نہیں، نقصان ہے۔

انجینئر اسلام نبی : جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ گورنمنٹ کی ابھی جو پالیسی آئی تھی جس میں Sheraded Steel اور Ship breaking پر سے duty ہٹادی گئی تھی۔ تو اس سے Pakistan Steel Mill کو کافی نقصان ہوا۔ Sheraded Steel میں پندرہ سو سے ہٹا کر پانچ سو پر لے آئے اور ship breaking میں بھی پندرہ سو سے ایک ہزار لے آئے۔

سید فصیح اقبال: اس کا جواب یہ ہے کہ جنرل بخاری کی Statement غلط تھی۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے۔ اگر آپ کو جواب آتا ہے تو سوال کیوں پوچھتے ہیں؟

میر عبدالجبار: جناب نمبر 100۔

جناب چیئرمین : اس کا تو جواب نہیں آیا۔ Communication Division کو وہ transfer ہو گیا ہے۔ 101 پوچھیں۔

101. *Mr. Abdul Jabbar : Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state :

(a) whether it is a fact that a committee has been constituted to finalize the merger of Chief Accounts Office CAO with the Ministry of Foreign Affairs, if so the names and designations of its members, indicating also the number of meetings held so far the said committee ; and

(b) the time by which the CAO would be merged with the Ministry in pursuance of Ministry's Notification No, O&M-1/23/76, dated August 16, 1978 ?

Mr. Muhammad Siddique Khan Kanju : (a) A Committee was constituted to *examine the question of merger* of C.A.O, with the Ministry of Foreign Affairs. The Committee comprised the following :-

1. Mr. Khalid Saleem,
   Additional Secretary (AP).

2. Mr. Karam Ellahi,
   DirectorGeneral (Personnel).

3. Mr. Hasan Sarmad,
   Director General (Americas).

The Committee has already submitted its report which is now, being examined.

(b) As there port of the Committee is still under consideration, final decision is the matter is yet to be taken.

جناب چیئرمین: ضمنی سوال۔

میر عبدالجبار: میں وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ یہ کمیٹی جس کا انہوں نے تذکرہ فرمایا ہے یہ کب تشکیل دی گئی تھی؟

سید تسنیم نواز گردیزی: یہ کمیٹی تقریباً ایک سال پہلے تشکیل دی گئی تھی۔

میر عبدالجبار: دوسری عرض یہ ہے کہ جب یہ notification، جیسا کہ ظاہر ہے سوال سے 1978ء میں ہوا تھا کہ Chief Accounts Officer ان کے ساتھ merge ہو گا تو چودہ سال ہو گئے ہیں۔ وہ چودہ سال سے کیوں خاموش بیٹھے تھے اور اب انہوں نے ایک سال سے کیوں یہ کمیٹی بنائی؟ تیرہ سال پہلے کیوں خاموش بیٹھے رہے؟

سید تسنیم نواز گردیزی: اس میں گزارش یہ ہے کہ محکموں میں کچھ اس قسم کی problems ہوتی ہیں اسی وجہ سے یہ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی تاکہ وہ اپنی Final Report دے دے۔ جواب میں ہے جو کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اس نے اپنی Final Report Ministry کو دے دی ہے۔

میر عبدالجبار: کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ جو Report دی گئی ہے اس پر عملدرآمد جلد ہو جائے؟

سید تسنیم نواز گردیزی : ظاہر ہے کہ اس پر عملدر آمد ہو گا۔ Ministry اسے examine کر رہی ہے اور جیسے ہی وہ examine کر لے گی اس پر عملدر آمد کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب چیئرمین: Next Question No. 102 میر عبدالجبار صاحب!

102. ***Mir Abdul Jabbar :** Will the Ministry for Health be pleased to state the number of dispensaries established in Islamabad so far and the time by which a dispensary in Sector G-10/2 will be established ?

Syed Tasneem Nawaz Gardezi : 25. There is presently no proposal to set up a dispensary in Sector G-10/2, Islamabad.

جناب چیئرمین: Supplementary۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی : Supplementary جناب چیئرمین صاحب! جہاں تک مجھے یاد آرہا ہے اس سے پہلے بھی یہ سوال ہوا تھا اور اس وقت جواب میں یہ کہا گیا تھا کہ G-10/2 میں dispensary جلد بنائی جائے گی اور اس وقت جواب یہ آگیا ہے کہ وہاں dispensary زیر غور نہیں ہے۔

سید تسنیم نواز گردیزی : Sir ، اس میں گزارش یہ ہے۔ G-9 میں ایک dispensary ہے جس کا فاصلہ G-10 سے تقریباً ایک کلو میٹر ہے اور یہ ایک تجویز ہم نے Finance Ministry کو بھیجی تھی تو انہوں نے بھی یہ اعتراض کیا تھا جب ایک کلو میٹر کا فاصلہ ہے اور وہ نزدیک ہے ، تو اس لئے انہوں نے وہ funds release نہیں کئے۔ بہر حال اس وقت ۲۵ کے قریب dispensaries اسلام آباد میں کام کر رہی ہیں۔ جہاں تک G-10 کی یہ بات کر رہے ہیں وہاں G-9 میں جو dispensary ہے وہ بالکل قریب ترین ہے اور وہاں کے لوگوں کو وہاں جانے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

ڈاکٹر محمد ریحان : میں اپنے محترم وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس طرح

ایک کلو میٹر کا فاصلہ ہوتا ہے اور بیمار آدمی تو دو قدم بھی نہیں چل سکتا کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ G-9 والی dispensary کا ایک sub-office یا sub-dispensary وہاں قائم کی جائے۔ وہی Staff صبح کو وہاں کام کرے اور اور شام کو دیگر جگہ کام کرے۔

سید تسنیم نواز گردیزی: میں نے عرض کیا ہے۔ پہلے Ministry کی طرف سے یہ تجویز گئی تھی اب بھی میں وہاں خود جا کر جائزہ لوں گا اگر اس کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ جو زیادہ بیمار ہوتے ہیں اس کے لئے تو انہیں Complete یا Federal Hospital میں آنا ہے۔ dispensar میں تو انہیں فوری طور پر جو طبی امداد کی ضرورت ہوتی ہے وہاں وہ جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین : اگر قریب ہی ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ جی جبار صاحب!

میر عبدالجبار: جناب سوال کرنے کا مدعا یہ تھا کہ G-10 کی آبادی G-9 سے زیادہ ہے اس لئے اس کی یہاں ضرورت ہے اور اس سے قبل انہوں نے یہی فرمایا تھا کہ یہاں جلد ہی dispensary قائم کر دی جائے گی۔ تو میں کہتا ہوں کہ وہ کون سے عوامل ہیں جس کی وجہ سے اب یہ جواب دیا گیا ہے؟ وہاں 25 تو قائم ہیں۔ اس میں نہیں ہو گی۔ G-10 میں نہیں آئے گی۔

سید تسنیم نواز گردیزی: میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ اسکے ساتھ جو G-9 میں ہے، اس کا فاصلہ بہت کم ہے۔ وہاں کے لوگوں کی ہمارے پاس ایسی کوئی شکایت نہیں ہے۔ بہر حال آپ نے کہا ہے تو میں personally جا کر اس کا جائزہ لوں گا اور یہ تجویز دوبارہ Ministry of Finance کو بھیج دیں گے۔

جناب چیئرمین: Next Question No. 103۔ میر عامر خان مگسی صاحب!

103. ***Mir Amer Khan Magsi :** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state :

(a) the total area province-wise undercotton crop during the present kharif season of 1992 ;

(b) the type of pests which can cause harm to this crop be stated ;

(c) the extent in which this damage has been/can be caused to the crop in this season ;

(d) the names and quantity of pesticides required/used during the season ;

(e) the total cost of the pesticides that are required for the season/crop ; and

(f) please state the number of applications/sprays required before harvesting the crop ?

Lt. Gen. (Retd.) Abdul Majid Malik : (a) Area planted to cotton in the country during 1992-93 season is estimated at 7.095 million acres. In Sindh, it is reported at 1.378 and in the Punjab, at 5.691 million acres.

(b) Harmful pests of cotton are :

(i) *sucking* : whitefly, jassid, thrips and mites ;

(ii) *bollworms* : spotted, pink, American (heliothis) and army-worm.

(c) Pestscan causedamage from 20 to 30% depending upon the extent of infestation and whether conditions.

(d) These are about 20 pesticides considered effective for control of cotton pests. The list indicating names and quantity required for spray is attached at Annex-I.

(e) The annual imports of pesticides for the year 1991 were valued almost Rs. 5 billion of which over 75% were used on cotton crop.

(f) On average, 3-4 sprays are applied depending upon the extent of infestation of pests and weather conditions.

Appendix-I

LIST OF POPULAR PESTICIDES FOR COTTON CROP

S. No.	Name of pesticide	Doses perspray/acre (in litres)
	Sucking pest	
1.	uvacron	1.00
2.	Azodrin	1.00
3.	Tamaron	0.50
4.	Anthio	1.00
5.	Systoate	0.50
6.	Chemotheate	0.50
7.	Perfecthion	0.50
8.	Roxion	0.50
9.	Sandophos	0.50
10.	Master	0.50
	Bollworms	
1.	Polytrin-C	0.60
2.	Karate	0.33
3.	Baythroid T.M.	0.50
4.	Decis-D	0.25
5.	Talstar	0.25
6.	Danital	0.75
7.	Ripcord	0.25
8.	Thiodan	1.25
9.	Cymbush	0.25
10.	Arrivo	0.25

جناب چیئرمین : Supplementary

سید فصیح اقبال : جناب!اس کا جواب جو ہے وہ میرے خیال میں صحیح نہیں ہے۔اس House میں پہلے وزیر زراعت نے کہا کہ بلوچستان میں غیر آباد علاقے میں ہم نے (Cotton) اگانا شروع کی ہے۔اس میں بلوچستان بالکل نہیں ہے۔اس کا مطلب ایک ایکڑ بھی نہیں ہے کم از کم 5 ایکڑ ہی لکھ دیتے۔ نہیں ہاؤس کو پھر یہ اطلاع غلط پہنچائی گئی۔انہوں نے کہا کہ ہم نے باقاعدہ وہاں شروع کر دیا ہے۔ ۹۲۔۹۱ء میں باقاعدہ فصل آ رہی ہے اور پانچ ہزار ایکڑ ہم نے اس کے لئے مخصوص کئے ہیں۔

چوہدری اسد الرحمٰن : بہر حال جی جو جنرل صاحب نے کہا ہے میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔

سید فصیح اقبال : میں نے کہا ہے کہ Agriculture Minister ہیں میں جنرل صاحب کا نام ہی نہیں لے رہا۔

چوہدری اسد الرحمٰن : میرے پاس جو information ہے۔اس میں تو یہی ہے۔

جناب چیئرمین : اب وہ نہیں ہیں تو کیا کریں؟

سید فصیح اقبال : دوسرا یہ ہے کہ سوال کرنے والے نے بڑا شاندار سوال کیا ہے۔ اس کے جواب میں یہ ہے کہ پندرہ popular ہیں۔popular کا کیا مطلب ہے؟ پاکستان؟ ٹیلی ویژن میں آج کل آپ کے دو Channel چل رہے ہیں NTM بھی ہے۔اگر کوئی آدمی بغیر Leboratry کے اشتہار دینا شروع کر دے تو بیچارے کسان کو کیا پتہ؟ Popular کے لفظ میں آپ باقاعدہ یہ کہیں یہ Ministry of Agriculture سے ہے۔ یہ جواب ہونا چاہئے۔popular تو کوئی بھی چیز ہے جو ٹی وی میں آئے۔

چوہدری اسد الرحمٰن : جناب! میرے خیال میں کچھ غلطی ہوئی ہے۔انگریزی میں جو جواب لکھا ہے وہ یہ ہے۔

سید فصیح اقبال :انگریزی میں لکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین : جو زیادہ استعمال ہوتی ہیں۔

چوہدری اسدالرحمٰن : جو ہم رجسٹرڈ کرتے ہیں حکومت کا ایک پورا department ہے۔ جو رجسٹرڈ کرتا ہے اگر سمجھتے ہیں تو رجسٹرڈ کرتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان : یہ بتایا گیا ہے۔ تو کیا وہ مہربانی کر کے بتا سکیں گے گنے پر کتنی amount خرچ کی جا رہی ہے؟

چوہدری اسدالرحمٰن : یہ information نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: Next question سید فصیح اقبال صاحب۔

104. ***Syed Faseih Iqbal :** Will the Minister for Science and Technology be pleased to state the number of students granted scholarship for higher education abroad during the year 1991-92, with province-wise break-up?

Mr. Illahi Buksh Soomro : National Selection Board granted 100 S&T Scholarship awards during the period for post-graduate studies as per details below :-

Merit	10
Punjab	50
Sindh Rural	11
Sindh Urban	8
NWFP	11
FATA	4
Baluchistan	4
AJ & K	2
Total :	100

Mr. Chairman : Supplementary.

Syed Fesih Iqbal : No supplementary.

جناب چیئرمین: Next question 105 سید فصیح اقبال صاحب!

جناب چیئرمین : Supplementary

سید فصیح اقبال : میں Minister صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے جواب تو دیا ہے۔ اس میں ہمارے بلوچستان کے چار Students ہیں لیکن کچھ ایسا ہے جب وظائف آتے ہیں۔ جب صوبائی حکومت کو پتہ چلتا ہے یا اشتہار آتا ہے۔ اس میں time بڑا کم ہوتا ہے۔ بعض اوقات دور دراز کے علاقوں سے لڑکے پہنچ نہیں پاتے۔ کیا وزیر موصوف یقین دھانی کرائیں گے کبھی date کا مسئلہ ہو تو اس میں آپ ہمارے back ward areas یا بلوچستان کو date میں extension دیں گے۔

جناب الٰہی بخش سومرو : Sir' بالکل دیں گے اور حقیقت یہ ہے کہ بلوچستان کا quata بڑی مشکل سے پورا ہوتا ہے ان کی چار سیٹوں کے لئے بھی ہمیں ان کا معیار کچھ نیچے کرنا پڑا ہے۔ میں گزارش کروں گا اور میں نے Chief Minister کو ایک D.O. بھی لکھا ہے۔ مہربانی کر کے میری امداد کریں اور بلوچستان کا quota پورا کریں۔ تو میں اس معاملے میں فصیح اقبال صاحب سے بھی گزارش کروں گا اگر ان کے پاس ذہین لڑکے ہوں جو scholour ship چاہتے ہوں تو ان کو کہیں میری طرف رجوع کریں۔

سید فصیح اقبال : میں وزیر موصوف کا شکریہ ادا کرتا ہوں انشاءاللہ ان کو لڑکوں کی تعداد دیں گے وہ select کر لیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : وہاں کے students نہیں ہیں۔ اس کے بارے میں واضح کرنا چاہتے ہیں کہ آج وزیر موصوف وہاں جائیں جس subject میں بھی ہو اس سے زیادہ نہ ہوں جتنے وہ مانگ رہے ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ یہ عذر ہمیشہ کیا جاتا ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ بلوچستان سے ایسے students ہیں جو

ان کے standard کے مطابق بالکل qualify کرتے ہیں۔ وہ اس کے باوجود یہاں پھر رہے ہیں اور ان کو نہیں ملا ہے۔

جناب الٰہی بخش سومرو :Sir' میرے علم میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اگر ان کے علم میں ہو تو مجھے بتائیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : میرا خیال یہ ہے یہ بات ہمیشہ یہاں کہی جاتی ہے۔ بلوچستان سے کسی قسم کے چپڑاسی سے لے کر کسی بھی qualified آدمی آپ جتنے بھی مانگیں گے آپ کی ضرورت سے زیادہ ملیں گے۔

جناب الٰہی بخش سومرو : Sir' Science Scholor ship holder کی بات کر رہا ہوں یہ چپڑاسی اور.....

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : میں یہ بات اس لئے کر رہا ہوں بلوچستان سے نہیں ملے ہیں۔

جناب چیئرمین : وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ لڑکے دیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل :لڑکے ہو جائیں گے۔ Senate میں کوئی post ہو تو کہتے ہیں کہ بلوچستان میں نہیں ہے ہم ابھی آپ کو لا دیتے ہیں جو بھی آپ Establishment میں مانگیں۔ Cabinet میں مانگیں۔ جہاں بھی آپ کی ضرورت ہو۔ qualified۔

جناب چیئرمین : ضمنی سوال۔

حافظ حسین احمد :کیا وزیر صاحب ارشاد فرمائیں کہ کیا سندھ کے شہری علاقے میں بھی قابل افراد نہیں ہیں؟

جناب چیئرمین : جی۔

حافظ حسین احمد : کیا سندھ کے شہری علاقے میں بھی قابل افراد نہیں ہیں؟

جناب چیئرمین : وزیر صاحب تو چلے گئے ہیں۔ اب اگلا سوال نمبر ۱۰۵'

105. ***Syed Faseih Iqbal :** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state the number of employees recruited in PASSCO during the period from 1-1-91 to 30-6-92 indicating also their grade-wise and province-wise break-up?

Lt. Gen (Retd.) Abdul Majid Malik : The desired information is being collected from the PASSCO. It will be placed on the table of the House when received.

ایک معزز رکن : جناب والا! ضمنی سوال'

جناب چیئرمین : ۱۰۴ پر تو کوئی ضمنی سوال نہیں پوچھا گیا۔ ۱۰۵ پر ضمنی سوالات پوچھے گئے تھے۔

(مداخلت)

Dr. Bisharat Ellahi : Not on his behalf, Sir, I want your indulgence, I would like to ask a question on 105.

جناب چیئرمین : ۱۰۵ پر بھی پوچھ لیں۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی : جنرل صاحب تو ہیں نہیں چوہدری اسدالرحمٰن صاحب جواب دے رہے ہیں۔ یہ concusion فصیح صاحب کے جواب سے ہوئی ہے۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی : جناب ولا! میں ان سے یہ ضرور گزارش کروں گا پاسکو اور کچھ اور Federal Government کے ادارے ہیں، جہاں پر اس وقت کافی دبی آواز میں کہہ رہے ہیں کہ بہت زیادہ بھرتیاں ہوئی ہیں اور ان کی advertisement نہیں ہوئی تھی۔ لیکن وہاں لوگ ایم این اے اور دیگر افراد کی سفارشوں پر بھرتی کیے گئے ہیں اور انہوں نے یہ کہا ہے۔ The information is being collected سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ۱۹۹۱ سے لے کر ۱۹۹۲ تک تو ban تھا اور یہ کون سی collect information کر رہے ہیں؟ یہاں لوگ بھرتی کئے ہوں گے تو underhand کئے ہوں گے۔ اگر ban تھا تو there should have been no recruitment over there.

جناب چیئرمین : چوہدری اسدالرحمان صاحب!

چوہدری اسدالرحمان : ابھی تک اس کے بارے میں information حاصل نہیں ہو سکی ہے۔ ۱۹ اگست کو ہمارے پاس یہ سوال آیا تھا۔ اس کو پاسکو کے پاس اطلاعات حاصل کرنے کے لئے بھیج دیا گیا ہے۔ جب information مل جائے گی تو اس کا جواب next rota day پر دے دیں گے۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی : 1991 سے لئے کر 30th June 1992 تک کے بارے میں پوچھا۔

چوہدری اسدالرحمان : جب information آئے گی تو اس کے بعد دیکھیں گے۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی : یہ ban کا period نہیں ہے۔ یہ information تو آپ کے پاس ہونی چاہیئے چاہے اس دوران recruitment پر ban تھا یا نہیں تھا۔

چوہدری اسدالرحمان : اگر انہوں نے کوئی recruitment کی ہے تو پھر ان سے پوچھا جائے گا۔ کہ کیا PASCO پر applicable ban تھا یا نہیں اور یہ بھرتی کیوں کی ہے؟

جناب چیئرمین : اگلا سوال 106 مندوخیل صاحب'

106. *__Subedar Khan Mando Khel :__ Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state:

(a) whether it is a fact that National oil seed Development Project is functioning under the control of Ministry of Food and Agriculture, if so the amount of foreign aid provided for the commencement of NOSDP ; and

(b) the amount of commitment charges the National oil seed development project paid on foreign aid alongwith the details thereof?

Lt. Gen. (Retd.) Abdul Majid Malik : (a) Yes. The National Oilseed Development Project is fedrally funded and is being executed by the four Provincial Agricultural Departments, Pakistan Agricultural Research Council and Federal Seed Certification Department through the Ministry of Food and Agriculture. The

amount of foreign and provided for the National Oilseed Development Projects is US $ 51.4 million.

(b) The total amount of commitment charges paid on foreign aid is Rs. 9.485 million. The details of which are as under :

Date	Amount (Rs.)
15-09-1989	4,683,848.98
15-12-1989	288,082.94
15-03-1990	833,883.53
17-09-1990	916,328.92
15-03-1991	827,981.15
17-09-1991	1,039,143.27
16-03-1992	896,048.41
Total :	9,485,317.20

جناب چیئرمین : کوئی ضمنی سوال نہیں۔ اگلا سوال، نمبر 107۔

107. *__Mr. Mehmood Ahmed Minto :__ Will the Minister for Health be pleased to state whether it is a fact that the C.D.A. has requested for the setting up of two dispensaries in Model Village Humak, Islamabad, if so, the time by which these will be set-up?

Syed Tasneem Nawaz Gardezi : No.

سید فصیح اقبال : CDA نے ان ڈسپنسریوں کے لئے کوئی پلاٹ مخصوص کئے تھے؟

جناب چیئرمین: CDA کی Dispensary کے بارے میں پلاٹ کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔

سید تسنیم نواز گردیزی :سوال میں اس کے بارے میں پوچھا نہیں گیا تھا۔

سید فصیح اقبال : تو میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا CDA نے ڈسپنسریوں کے بارے میں کوئی پلاٹ مخصوص کیا تھا؟

سید تسنیم نواز گردیزی : جی ہاں CDA نے ایک پلاٹ مخصوص کیا ہوا ہے اور انہوں نے اسلام آباد Administration کو کہا ہوا ہے کہ یہ ان کی jurisdiction ہے۔ plot ہم نے دے دیئے ہیں۔ وہاں پر یہ بنائیں۔

سید فصیح اقبال : کیا وزیر موصوف کے علم میں ہے کہ ہمک کو CDA نے ایک Model Village بنایا تھا جس کے بارے میں کہا تھا کہ اس میں تمام بنیادی ضروریات ہوں گی۔ یہ ایک Model Village ہے۔ اس میں رہنے والے بھی سب سرکاری ملازمین ہیں لیکن وہاں کسی قسم کی کوئی بنیادی ضرورت نہیں ہے۔ لہذا ڈسپنسریوں کی تو شدید ضرورت ہے۔ تو کیا آپ اس کے بارے میں بتائیں گے کہ ہمک جو ہے یہ CDA کی تحویل میں ہے؟

سید تسنیم نواز گردیزی : یقیناً CDA نے اس کو Model Village بنایا جیسے کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ڈسپنسریوں کے لئے وہاں پلاٹ رکھے گئے ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ CDA کہتا ہے کہ یہ علاقہ جو ہے یہ اسلام آباد Administration کے تحت آتا ہے اور Administration والے پہلے ہی کہتے ہیں کہ یہ CDA بنائے تو CDA نے اس کا ان کو یہ جواب دیا کیونکہ یہ Muncipal Area میں نہیں آتا۔ یہ اسلام آباد Administration کے تحت آتا ہے۔ ہم نے پلاٹ مختص کر دیئے ہیں۔ وہاں پر اسلام آباد Administration ڈسپنسریاں بنائے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ Model Village ہے۔ وہاں کی آبادی چار پانچ ہزار پر مشتمل ہے اور وہاں پر اس قسم کی health facility ہونی چاہیئے۔ تو یہ معاملہ CDA اور Administration کے درمیان ہے۔ تو میں اپنی طرح سے کوشش کروں گا کہ یہ بات طے کراؤں کہ جس کے ذمے بھی یہ لگتا ہے وہ اس پر فوری طور پر کام شروع کروائے۔

جناب چیئرمین : شکریہ! میر عبدالجبار۔

میر عبدالجبار : جناب والا! جب model village ہے۔ وہاں ایک تو ڈسپنسریاں

نہیں ہیں دوسرے وہاں سکول بھی نہیں ہیں۔ تو یہ کیسا model Village ہے؟ وہاں یہ ان چیزوں کو انتظام کیوں نہیں کرتے ہیں؟

جناب چیئرمین : سکولوں کے بارے میں سوال وزیر تعلیم سے پوچھا جا سکتا ہے اور وہ یہاں تشریف.....

سید تسنیم نواز گردیزی : جناب چیئرمین! میں سکولوں کے بارے میں بھی وزیر تعلیم سے بات کروں گا اور یہ ان کے نوٹس میں لاؤں گا۔

جناب چیئرمین : شکریہ! Question No. 108 میر عبدالجبار صاحب۔

108. *__Mir Abdul Jabbar :__ Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state :

(a) the production of Agricultural products, *i.e.* wheat, cotton, sugarcane, grains, potatoes and onion in the country during the last five years with year-wise break-up ; and

(b) the foreign exchange spent on the import of these products during the same period?

Lt. Gen. (Retd.) Abdul Majid Malik : (a) The data of production of varous crops for the last five years are as follows :-

Productioh (000 tonnes)

Crops	1987-88	1988-89	1989-90	1990-91	1991-92
Wheat	12675.0	14419.0	14315.0	14565.0	14582.4
Cotton (000 bales)	8632.9	8365.1	8559.8	9627.7	12860.0
Sugarcane	330828.8	36975.7	35493.6	36988.7	35600.1
Ride	3240.9	3200.2	3220.1	3260.8	3245.0
Maize	1126.9	1204.1	1179.1	1184.5	1175.2
Potato	563.2	644.8	830.9	751.3	878.7
Onion	633.1	707.0	712.9	702.4	804.5

(b) The value of imports of varous commodities are as follows :-

Value (Rs. Million)

Crops	1987-88	1988-89	1989-90	1990-91	1991-92
Wheat	1850.5	7010.0	8593.0	3118.9	6855.8
Cotton	35.1	56.4	116.9	23.3	113.9
Sugar	958.0	204.0	1920.0	3596.0	748.0
Ride	–	–	–	–	–
Maize	–	–	–	–	–
Potato	0.9	–	–	1.0	23.9
Onion	–	–	–	2.9	–

میر عبدالجبار : جناب والا! موازنہ میں بتایا گیا ہے کہ آلو اور پیاز کی پیداوار 1991-92ء میں بڑھ گئی ہے۔ جب انہوں نے انہی سالوں میں 1990-91-92ء میں در آمد بھی کی ہے جس وقت اپنے ملک میں آلو اور پیاز کی پیداوار بڑھ گئی تھی تو انہیں یہ در آمد کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

چوہدری اسد الرحمان : جناب والا! یہ perishable goods ہیں، کبھی ہم در آمد کرتے ہیں اور کبھی بر آمد کرتے ہیں۔ میرے پاس جو information ہے وہ تو یہی ہے کہ آلو کی 10.9 surplus growth rate ہے اور اسی پیاز کی ۴ء۸ ہے اور یہ.....

ڈاکٹر بشارت الٰہی : جناب والا! surplus بھی اور در آمد بھی ہو رہی ہے and especially as far as potates are concerned, there is a marked increase in the production according to the figures given here and at the same time there is a lot of foreign exchange having being spent on potatos in the year 1991-92 amounting to Rs. 23.9 million. ایک طرف تو یہ کہہ رہے ہیں کہ فاضل production ہے دوسری طرف import بھی کر رہے ہیں۔ یہ بات بھی مان لیتے ہیں کہ prishable goods ہیں کبھی ہم ان کو باہر بھیجتے ہیں اور کبھی ہم اندر لاتے ہیں؟ ہمیں یہ بتادیں کہ آلو سے انہوں نے کتنا foreign exchange earn کیا ہے؟ اگر انہوں نے باہر بھیجے تھے کہ آیا figures اس کو off set کرتی ہے

جوانہوں نے منگوائے ہیں۔

چوہدری اسدالرحمان : جناب والا! اس کی inquiry کرا کران کو بتادیں گے۔

جناب چیئرمین : میر عبدالجبار صاحب!

چوہدری اسدالرحمان : جناب چیئرمین! Sorry excuse me یہ seed potato منگوایا گیا تھا Potato Crop نہیں منگوایا گیا تھا۔ اور پیاز کا بھی seed منگوایا گیا تھا seed import کیا گیا۔

میر عبدالجبار : seed کا تو اس میں ذکر نہیں ہے۔ اس میں تو آلو لکھا ہوا ہے۔

Ch. Assad-ur-Rehman : It should have been clarified.

جناب چیئرمین : پھر تو کچھ سمجھ آ گئی۔

Mr. Muhammad Ali Khan : Sir, the Minister Incharge should explained as to what are the reasons for this great difference in production of sugarcane between 1987-88 and 1988-89?

جناب چیئرمین : یعنی 88-1987ء میں import کی بات ہو رہی ہے یا production کی بات ہو رہی ہے؟

جناب محمد علی خان : جی production کی۔

جناب چیئرمین : sugarcane کی 88-1987ء میں کافی بڑی figure ہے۔

Mr. Muhammad Ali Khan : A Big difference, sir.

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے کہ غلطی ہو گئی ہے۔ اسے وزیر صاحب ذرا Check کریں۔

چوہدری اسدالرحمان : بہت اچھا جی۔

جناب چیئرمین : حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد : جناب والا! جواب میں کہا گیا ہے کہ گندم کی در آمد پر ۵۵ ۶۸ ملین روپے خرچ ہوئے۔ جب کہ میرے سوال نمبر 95 کے جواب میں کہا گیا تھا کہ 92-1991ء میں ۲۴۰ ملین ڈالر کے اخراجات اٹھائے گئے۔ تو میرے حساب سے وزیر موصوف صاحب بیان فرمائیں گے کہ پاکستانی روپوں کے حساس کتنا فرق بنتا ہے؟ یعنی یہ جو figures ہیں ان کے حساب سے کافی فرق ہے۔

چوہدری اسد الرحمان : میرے خیال میں یہ تقریباً سات ارب روپے بنتے ہیں۔

حافظ حسین احمد : جواب درست ہے۔

جناب چیئرمین : آپ حساب کا test لے رہے ہیں؟

حافظ حسین احمد : جناب والا! میرے حساب سے بھی سات ارب روپے بنتے ہیں اور یہاں پر پورے ایک ارب روپے کا گھپلا ہے۔

جناب چیئرمین : بہر حال حساب کتاب کا معاملہ ہے۔

حافظ حسین احمد : Point of Order جناب والا! ہمارے جو وزارت خارجہ کے متعلق سوالات ہیں، یہ وزرت صحت دے رہی ہے۔

چوہدری اسد الرحمان : جناب چیئرمین! معاف کیجئے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ۶۸۵۵ ہے، تو یہ بھی تقریباً سات ارب روپے بنتے ہیں۔

جناب چیئرمین : سات ارب ہی بنتا ہے جی۔ گھپلا کوئی نہیں ہے۔

حافظ حسین احمد : کافی ہے جی! میں نے حساب کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے وزیر الٰہی بخش سومرو صاحب جب ایوان سے باہر تشریف لے جا رہے تھے تو ایسا لگتا تھا کہ انہوں نے یہ دیکھا ہی نہیں ہے کہ کوئی ضمنی سوال بھی پوچھ سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین : وہ confusion ہو گئی۔ اصل میں ہوا ایسے کہ فصیح صاحب نے کہہ دیا کہ no supplementary پھر جب سوال نمبر ۱۰۵ آیا تو انہوں نے ۱۰۴ کے بارے میں ضمنی سوالات پوچھنا شروع کر دیئے تو اس لئے confusion پیدا ہوئی۔ تو پھر جب میں

106 پر آیا تو ڈاکٹر بشارت الٰہی نے کہا کہ 105 پر ضمنی سوالات پوچھے ہیں یہ تھوڑی سی misunderstanding ہو گئی۔ تو جی Question hour is over۔

Mr. Manzoor Ahmad Gichki : Point of order, sir.

Mr. Chairman : Gichki Sahib on a point of order. جی فرمائیے

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا! مجھے ایک telegram ابھی Baluchistan wheels Limited. کے مزدوروں کی طرف سے ملا ہے۔

جناب چیئرمین : یہ point of order کیا ہوا' اس کو آپ باقاعدہ کسی طریقے سے یہاں لائیں۔

جناب منظور احمد گچکی: پتہ نہیں کہ آج آپ اجلاس ملتوی کریں گے یا کل کریں گے۔

جناب چیئرمین : لیکن جو بھی صورت ہو گی' یہ الگ بات ہے۔

جناب منظور احمد گچکی: میں اس لئے آپ کے notice میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین : جی' notice میں آ گیا ہے۔

جناب منظور احمد گچکی: لیکن یہ ہے کہ اس میں مزدوروں نے یہ لکھا ہے کہ Golden shake Hand has been made to all employees of Baluchistan wheels Ltd.

جناب چیئرمین : یہ تو نہیں بنتا ہے۔ آپ اسے کسی طریقے سے لائیں۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر : جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ ویسے بھی یہ غلط ہے۔ مجھ سے انہوں نے discuss کیا تھا۔ میں نے انہیں سمجھایا تھا یہ بالکل غلط بیانی ہے۔

جناب چیئرمین : گچکی صاحب! یہ point of order تو نہیں بنتا۔ اس کو آپ باقاعدہ کسی طریقے سے لے آئیں۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر : یہ بالکل غلط بیانی ہے کل انہوں نے مجھ سے discuss کیا تھا میں نے انہیں سمجھایا تھا۔

جناب چیئرمین : بہر حال یہ point of order نہیں بنتا۔

جناب منظور احمد لچکی : یہ غلط بیانی نہیں ہے جی۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر : نہیں جی۔ بالکل غلط بیانی ہے۔ میں نے Challenge کیا تھا۔ آپ اُن کو لے آیئے کو۔

جناب منظور احمد لچکی : یہ بات سُننے سے پہلے چیخ رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : اس میں یہ ہے لچکی صاحب! اگر آپ اس کو باقاعدہ طریقے سے لائیں گے تو گورنمنٹ جواب بھی دے گی۔

جناب منظور احمد لچکی : لوگوں کو وہاں سے نکالا ہوا ہے جی۔

جناب چیئرمین : تو آپ اس کو باقاعدہ لائیں سوال کے ذریعے یا Adjournment Motion کے ذریعے تو پھر جواب بھی ملے گا۔

جناب منظور احمد لچکی : سر! میں اسی لئے آپ کے notice میں لا رہا تھا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : دیکھیں ناں۔ اگر آپ اس طریقے سے لائیں گے۔ تو کیسے روکوں گا کہ وہ کوئی مسئلہ نہ لائیں؟ جی جناب فصیح صاحب!

سید فصیح اقبال : جناب! APP کی یونین کو دو سو روپیہ کے بارے میں ہم نے تحریک پیش کی تھی۔

سید فصیح اقبال : ہم نے مشترکہ طور پر دے دی تھی۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے۔ رخصت کی درخواست کو پڑھ لوں پھر آپ کا Adjournment Motion لے آتا ہوں۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : جناب محمد طارق چوہدری صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر آج مورخہ ۲۷ اگست کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ اُن کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : سید غوث علی شاہ صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ اسلام آباد سے باہر گئے ہیں لہذا وہ 26 اور 27 ر اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ جی Adjournment Motion.

ڈاکٹر محمد ریحان : نکتہ ء اطلاع جناب کہ آج کے Frontier اخبار میں دو خبریں پڑھیں تو یقیناً بڑی خطرناک اور alarming situation ہے۔

جناب چیئرمین : یہ کیا point of information ہے؟ آپ کا مقصد کیا ہے؟

ڈاکٹر محمد ریحان : جناب میرا مطلب یہ ہے کہ کراچی میں حالیہ بارشوں کے بعد ہیضہ پھوٹ پڑا ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں۔ اس کو آپ کسی طریقے سے لائیں ناں۔ یہ تو نہیں کہ ایسے ہی اُٹھ کر ہیضے کی بات ہو رہی ہے کہیں بلوچستان کی بات ہو رہی ہے۔ یا کوئی اور ہو رہی ہے۔ اس کو طریقے سے لائیں تو اس کو اُٹھائیں گے۔

ڈاکٹر محمد ریحان : میں تو یہی چاہتا تھا کہ وفاق کو represent کرتا ہے تو۔

جناب چیئرمین : نہیں۔ اس کو طریقے سے لائیں ناں۔ اس طرح تو House چل ہی نہیں سکتا۔ جس کی جو مرضی ہو گی وہی مسئلہ اُٹھالے گا نہ notice ہو گا۔ نہ جواب ہو سکے گا۔ نہ Minister کو پتہ ہے کہ میں کیا جواب دوں۔

ڈاکٹر محمد ریحان : میں یہی چاہتا تھا کہ notice لیکر کوئی اقدام لئے جائیں۔

ADJOURNMENT MOTION

RE : ALLOWANCE OF Rs. 2000 TO APP EMPLOYEES
NOTICE

جناب چیئرمین : تو notice مجھے دیں ناں۔ تاکہ میں آگے پیش کروں۔ آپ مجھے تحریک التواء، تحریک استحقاق دیں تو پھر میں آگے بھیجوں گا۔ اچھا جناب فصیح اقبال صاحب آپ کی تحریک out of turn ہے۔

سید فصیح اقبال : APP ایمپلائیز کا دو سو روپے allowance کے بارے میں۔

Mr. Chairman : Does this House agree that this the motion regarding APP Union be taken out of turn?

Voices : Yes.

Mr. Chairman : O.K.

ٹھیک ہے جی لے لیتے ہیں۔

حافظ حسین احمد : جی میری بھی تحریک ہے۔

جناب چیئرمین : ہاں جی۔ وہ بھی لیتے ہیں۔ آج تو بیشتر آپ ہی کے ہیں۔ جی جناب۔ پڑھ دیں جی۔ یہ ہے طارق چوہدری، ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب، اقبال حیدر صاحب فصیح اقبال صاحب، عبداللہ شاہ صاحب، عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب اور منظور گچکی صاحب سب کی جانب سے ہے۔ آپ پڑھ دیں جی۔

سید فصیح اقبال : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ عوامی اہمیت کے حامل اس قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔ Employees Union of APP نے ممبران parliament کو خطوط بھیجے ہیں کہ وزیراعظم پاکستان کی طرف سے ملازمین کو دو سو روپے ماہانہ Allowance کا جو اعلان کیا تھا وہ Allowance ایک مدت کے بعد آج تک APP کے ملازمین کو نہیں دیا گیا۔ لہٰذا اس اہم مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین : جی طارق چوہدری صاحب! تو موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر بشارت

صاحب آپ بھی تائید کرتے ہیں۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی : جی ہاں تائید کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : جی جبار صاحب۔ کیا آپ بھی تائید کرتے ہیں۔

میر عبدالجبار : جی ہاں۔ میں بھی تائید کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : جناب اقبال حیدر صاحب موجود نہیں ہیں فصیح اقبال صاحب نے تو پڑھ دیا۔ عبداللہ شاہ صاحب کیا آپ بھی تائید کرتے ہیں؟

سید عبداللہ شاہ : میں پوری طرح سے support کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : جی عبدالرحیم صاحب کیا آپ بھی تائید کرتے ہیں؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جی ہاں تائید کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : جی منظور گچکی صاحب کیا آپ بھی تائید کرتے ہیں؟

جناب منظور احمد گچکی : جی میں بھی تائید کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : جی فصیح صاحب فرمادیں Minister صاحب موجود نہیں ہیں۔ وہ جب آئیں گے تو جواب ہو جائیگا۔

سید فصیح اقبال : نہیں جی۔ ابھی اُن کو بلا لیتے ہیں۔ بہر حال جناب عرض یہ ہے کہ یہ جو ۹۰ء میں وزیر اعظم صاحب نے جو اعلان کیا تھا کہ پاکستان میں تمام ملازمین کے لئے دو سو روپے کا اضافہ ہو گا تو اب APP وزارت اطلاعات میں یہ پرانا واقعہ ہے۔ جب APP آزاد تھی تو اس کو Martial Law Regulation میں ایوب خان صاحب کے وقت میں لیا گیا تھا۔ اس کے بعد آج تک یہ حکومت کا محکمہ ہے لیکن APP کی علیحدہ ایک حیثیت ابھی تک برقرار ہے۔ اس میں تمام Allowance وغیرہ APP کو ملتے ہیں۔ صرف 200 روپے سے محروم کرنا جبکہ خود ان کے Advisors ہیں۔ اس میں ایک فیصلہ ہوا۔ وزیر محنت نے کہا۔ وزیر اعظم نے خود کئی مرتبہ کہا۔ میری Committee نے کئی مرتبہ کہا اور وزیر اطلاعات نے وعدہ کیا کہ وہ نئی تنخواہ میں دو سو روپے شامل کریں گے بلکہ بقایا دیں گے۔ اور یہ حکومت

کا ایک بڑا مستحسن قدم تھا کہ تمام unions کو از خود حکومت نے دیا ہے باقی اس سلسلے میں وزیر اعظم کے ایک قانونی اعلان پر تمام جگہوں پر پذیرائی دی گئی اور ابھی چند ایسے ادارے رہ گئے ہیں۔ ابھی وزیر پیداوار نہیں ہیں۔ بلوچستان میں جو ملیں بند تھیں وہاں کے لئے بھی حکومت نے مستحسن قدم اُٹھایا۔ اُن کو بھی دو سو روپے بھی دے دیئے اور بقایا جات بھی۔ مجھے افسوس ہے ہمارے اخبار نویس جو اتنی محنت کر رہے ہیں۔ اور Press کے سلسلے میں یہ واحد News Agency ہے جو پاکستان میں ایک خود مختار ادارہ ہے۔ اور ہم تو Minister صاحب کو کہیں گے کہ اس کو آزاد کریں۔ اور اس کو Trust کے طور پر چلائیں۔ لیکن جب تک یہ نہیں ہوتا تو اُس وقت تک ان کو دو سو روپیہ دلوایا جائے اور اس House میں بار بار اعلان کے باوجود اَب تک اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔

جناب چیئرمین : شکریہ، جی بشارت الٰہی صاحب!

Dr. Bisharat Elahi : Thank you very much Mr. Chairman sir, my honourable colleague, Syed Faseih Iqbal has already elaborated. I would only add according to the information that I have these APP employees are being denied this allowance of two hundred rupees inspite of the fact that the Finance Ministry and the Ministry of Labour have issued categorical orders about the admissibility of rupees two hundred and I have got photo copies of the letters from both these Ministries wherein they have confirmed that these people are entitled to this allowance. اور مجھے لگ یہ رہا ہے کہ وہاں پر کوئی ڈائریکٹر جنرل صاحب ہیں، whom I don't know but perhaps his name is Mr. Aftab who is resisting this and I see no reason why should he be resisting when a facility has been provided by no less a person than the Prime Minister of Pakistan and the concerned Ministries have approved it. In view of this, my submission Mr. Chairman, is that, the Minister concerned should make a categorical assurance to this House that this order of the Prime Minister will be implemented and the people in the APP employees will be given all the arrears that are due to them. Thank you very much.

Syed Abdullah Shah : Sir, the documents which Dr. Bisharat Ellahi have got, they are same with me and it really looks very strange that even the orders of the honourable Prime Minister can be flouted by some bureaucrats and nothing happens to them. This is a matter of salaried people and you know the condition of dearness, They are very hit-harded persons and I hope that the Minister should give us an assurance in this regard.

میر عبدالجبار : جناب! میں بھی معزز ساتھیوں کے خیالات کی بھرپور تائید کرتے ہوئے مزید گزارش کروں گا کہ ایسے اعلانات کئے کیوں جاتے ہیں جن پر آپ پورے نہیں اتر سکتے؟ ایسا نہ ہی اعلان کریں کیونکہ آپ کی اپنی حکومت کی ساکھ خراب ہوتی ہے۔ وہ بیچارے لوگوں کو جن کو آپ نے کہا ہے ان کو تکلیف پہنچی ہے وہ کیا کہیں گے۔

جناب چیئرمین : جی عبدالرحیم خان صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب چیئرمین! میں اپنے دوستوں کے خیالات کی حمائت کرتا ہوں اور یہی اہم بات ہے کہ بڑی مہنگائی ہے۔ اگر فیصلہ ہو گیا ہے تو پھر اس میں کیا رکاوٹ ہے۔ یہ اس کو admit کریں تاکہ ہم اس پر پوری طرح بحث کریں۔ اور وزیر کی یقین دہانی کے علاوہ اس پر بالکل House میں بحث ہونی چاہیئے۔ شکریہ جی۔

RE : DEFERMENT OF RECOVERY OF LOANS BY THE BANKS AND OTHER FINANCIAL INSTITUTIONS

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے۔ منسٹر صاحب آتے ہیں تو پھر ان سے response لیتے ہیں جی in the mean time آگے چلتے ہیں۔ حافظ حسین احمد صاحب کا ہے نمبر ۴۶ راجہ افضل خان صاحب کا ۱۱۹ on the deferment of recovery of loans by the banks and other financial institutions جی حافظ صاحب نمبر ۴۶۔

حافظ حسین احمد : صرف 46 میں تحریک کرتا ہوں کہ درج ذیل اہم قومی مسئلہ کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔ روزنامہ جنگ راولپنڈی 24 جولائی کے ادارے کے

مطابق 92-1991 کے پہلے دس ماہ کے دوران بینکوں اور ترقیاتی مالیاتی اداروں نے تاجروں اور صنعت کاروں سے قابل وصول پچانوے کروڑ پینسٹ لاکھ روپے کے قرضوں کی وصولی کی ملتوی کر دیا ہے۔ اور خدشہ ہے کہ یہ قرض بھی حسب روایت معاف کروائے جائیں گے۔ حالانکہ حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ وہ قرضہ معاف کروانے والوں کو منظر عام پر لے آئے گی۔ لیکن بعد ازاں ان فہرستوں کی تیاری کے کام کو بھی معرض التواء میں ڈال دیا گیا۔ یہ انتہائی اہم قومی مسئلہ ہے۔ اس لئے جاری کارروائی روک کر اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔

Mr. Chairman : Is it being opposed?

Chaudhry Abdul Ghafoor : Opposed.

جناب چیئرمین : فرمایئے جناب۔ مختصراً اس کی admissibility پر۔

حافظ حسین احمد : جناب چیئرمین۔ اس وقت پاکستان اپنی تاریخ کے بدترین اقتصادی بحران میں مبتلا ہے۔ اور اس وجہ سے صبح شام ہمارے جتنے بھی قومی صنعتی ادارے ہیں ان کو نجی تحویل میں بیچا جا رہا ہے۔ اور نیلام عام جاری ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جو صنعتیں بیچی جا رہی ہیں۔ اس کے عوض ہمیں جو پیسہ مل رہا ہے۔ وہ بھی زیادہ تر قرضوں میں ہی منہا ہو رہا ہے۔ اور اس وقت صورتحال یہ ہے کہ اس ایوان میں بھی ہم نے کئی بار اس طرف توجہ دلائی کہ جنہوں نے قرضے لئے ہیں۔ ان کے نام ظاہر کئے جائیں۔ لیکن ان کے نام، باوجود وعدے کے، انہوں نے ظاہر نہیں کئے۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس اخبار کے مطابق بلکہ جو اداریہ لکھا گیا ہے اس میں تقریباً ایک ارب روپے کے قریب انہوں نے وہ قرضے ملتوی کروا دیئے ہیں۔ اور خدشہ یہ ہے کہ یہ قرضے بھی انہیں معاف کر دیئے جائیں گے۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ اس مرحلے پر، جو ہماری صورتحال ہے اسے مد نظر رکھتے ہوئے یہ ایوان اس مسئلے پر بحث کرے تاکہ قوم کا سرمایہ، جسے چند ہاتھوں نے اپنے قبضے میں لے رکھا ہے، وہ ان سے وصول ہو سکے۔

جناب چیئرمین : شکریہ جی!جی جناب Law Minister صاحب!

چوہدری عبدالغفور : جناب میں عرض کروں گا کہ

In fact this Adjournment Motion is based on the news item with respect to the rescheduling or restructuring of certain loans of certain parties. One thing I must clear Mr. Chairman that before the present government took over, it was a law under Section 12 of the banking laws that the names of the persons whose debt had been written off or in any way rescheduled or restructured, it was kept secret and it was not allowed to disclose their names. We were then in Oposition in the National Assembly. We protested against this that those persons who violate these rules and they take away the loans and never pay back to the government, they destroy the public money. They must be brought to book and atleast the public must know about it. So, just to expose them and just to make a law we the present government amended that section 12 of the banking law. Now it is incumbent upon the every bank and every financial institution that whenever the annual statement is made, there is a requirement that they must show all the names of the persons; loanees whose debts have been written off beyond five lacs. So, far as this items is concerned I must submit sir, that this is in order to keep alive the ill type of institution - financial institutions and to re-schedule and re-structure their loaning. It is not to write off their loans and I submit here sir, that we have taken it upon ourselves as I want to make the bonafide of the government to read the amendment in the law which was not done earlier and it was made clear and Prime Minister has announced that the names of these persons shall be announced whose debts have been written off and there shall be no secret. Everybody shall be exposed - those who violate it in any way and misappropriate the public money - The Sub-section 12 was amended and it reads :-

> "Sub-section (1) and (2) every balance sheet and profit and loss account prepared by a bank under any law for the time being enforced shall include a statement in the form and manners specified by the State Bank of written off loans or any other financial relief of five hundred thousand rupees or above allowed to a person and number (4) :

Notwithstanding anything contained in sub-section (1) and (2) the State Bank shall prepare and submit to the federal government a special report every year on cases of write off loans, mark up and other dues or financial reliefs through rescheduling and restructuring of loans and subsidized loans provided by the Nationalized Commerical Banks in which established banking practices or authorised procedures have been departed from with a view to causing doubtful loss to the bank or doubtful gain on any institution or such departure has caused a wrongful loss as to the banks are concerned and this has been made applicable to the private bank and institutions also and I may assure the honourable member sir, that there is no such intention of the government to write off these loans. It is only to reschedule and restructure and that is permissible within the limits of so far as the banks are concerned so the fears or whatever has been expressed the concern by my learned friend is totally baseless and I stand assured here that no such things - written off or of such things will be taken up.

جناب چیئرمین : حافظ صاحب! کیا ان کے بیان کے پیش نظر آپ زور دیں گے ؟

حافظ حسین احمد : جناب یقیناً! ہم سمجھتے ہیں کہ اس قسم کے وعدے ہمارے ساتھ صبح شام ہوتے رہے۔ لیکن آج تک کوئی بھی وعدہ ایفا نہیں ہوا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ قرضہ لینے والوں کو بھی چھوڑیئے۔ جو قرضہ ہڑپ کر چکے ہیں ان کے ناموں کو بھی چھپانا' یہ کہاں کا انصاف ہے۔ اور بد قسمتی سے جناب چیئرمین ہمارے ملک میں سیاسی بنیادوں پر قرضے فراہم کئے جاتے ہیں۔ سیاسی بنیادوں پر ان قرضوں کو معاف کرنے کے لئے تدبیریں سوچی جاتی ہیں۔ اگر وزیر صاحب ہمیں یہ یقین دھانی کرائیں گے کہ اس Session یا اگلے Session میں ان ناموں کو' جن کے اوپر قرضے ہیں۔ ان کے نام شائع کر دیئے جائیں اخبارات میں تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ قرضے وصول نہ ہو سکیں۔

چوہدری عبدالغفور: جناب میں عرض کر چکا ہوں کہ ہم نے تو قانون بنا دیا ہے اور ہر

it is open to the اور statement کے ساتھ تمام لوگوں کے نام ہوں گے سالانہ public inspection اس کے بعد کوئی Secret Secret نہیں رہے گا۔ اس کے علاوہ Government کی bonafide اور کیا ہو سکتی ہے؟

Mr. Chairman : Not pressed in the light of the statement of the honourable Minister. Next.

سید اشتیاق اظہر : Point or order میں جناب تین چار روز بیمار رہا۔ گر گیا تھا بیہوش ہو گیا تھا۔ تو اگر آپ اجازت دیں تو میں جو تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں اس وقت میں اس position میں ہوں۔ اگر آپ اجازت دے دیں تو اچھی بات ہے۔

جناب چیئرمین : دراصل آپ کی تحریک استحقاق آج ہم Agenda fix کر رہے تھے لیکن متعلقہ وزیر داخلہ ہیں آج کی انہوں نے چھٹی لی ہوئی ہے کسی ضروری کام کی وجہ سے ۔ تو وہ response نہیں دے سکیں گے لیکن اسے take up کر لیں گے۔ میں minister صاحب سے in touch رہوں گا۔ Next question 53 حافظ حسین احمد صاحب۔ on the reported supply of sub-standard wheat to Peshawar by PASCO.

حافظ حسین احمد : میں تحریک کرتا ہوں کہ یہ ایوان درج ذیل اہم قومی مسئلے پر بحث کی اجازت دے۔ روزنامہ پاکستان لاہور، چوبیس جولائی کے مطابق

چوہدری اسد الرحمٰن : Point of order جناب چیئرمین میں درخواست کرتا ہوں کہ یہ تحریک التواء متعلقہ وزیر کے آنے پر لی جائے۔

جناب چیئرمین : کون سے وزیر ہیں؟

چوہدری اسد الرحمٰن : جنرل عبدالمجید ملک صاحب۔ وہ خود اسے handle کریں گے۔

جناب چیئرمین : کیوں حافظ صاحب اسے defer کر دیں؟

حافظ حسین احمد : جناب میں یہی گزارش کروں گا کہ اگر وہ سوالات کے جوابات

ادھر اُدھر سے تکے پردے سکتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین : آپ پڑھ دیں۔ پھر اسے پیش کر دیں۔

حافظ حسین احمد : میں تین چار تحریک التواء پڑھ چکا ہوں۔ ظاہر ہے کہ آپ نے قائد ایوان کو بھیج دیا۔ وہ بھی غائب ہو گئے۔

جناب چیئرمین : وہ وزیر صاحب کو لینے گئے تھے۔ تو اسے اگر منظور کر لیں۔ آپ کی اور بھی آ رہی ہیں۔

حافظ حسین احمد : مسئلہ میرا نہیں ہے۔ مسئلہ اس ایوان کے وقار کا ہے۔ یہ کوئی بات ہے کہ ہم یہاں پڑھ رہے ہیں اور آپ ایک آدمی بھیج رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : وہ تو اس لئے بھیجا تھا کہ وہ out of turn لیا گیا تھا اس کا تو Minister صاحب کو علم نہیں ہو گا۔

حافظ حسین احمد : یہ ایک بار نہیں بلکہ ہفتہ دس دن سے یہی صورتحال ہے کہ ہم اپنی تحریک التواء پڑھ لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین : جنرل مجید ملک صاحب نے تو کافی دنوں سے ایوان سے چھٹی بھی لی ہوئی ہے۔ وہ امریکہ گئے ہوئے ہیں۔

حافظ حسین احمد : پھر یہ آپ کے Secretariat کا کام ہے کہ ان سے معلوم کر لے۔ وہ تحریک التواء سامنے نہ لائے۔

جناب چیئرمین : بہر حال کیا آپ اسے defer کرنے پر agree کریں گے؟ اسے پڑھ لیں۔ میرے خیال میں یہ سامنے آ جائے۔ پھر اسے defer کر دیتے ہیں۔

Syed Abdullah Shah : Sir, I am on a point of order.

جناب چیئرمین : ایک minute پہلے ان کی بات ختم کر لیں۔

Syed Abdullah Shah : Sir, first listen to my point of order.

جناب چیئرمین : ایک معاملہ ختم کرلیں۔ آپ کی بات بھی سن لیتے ہیں۔

سید عبداللہ شاہ : اس کا بھی اسی سے تعلق ہے۔

جناب چیئرمین : اس کا اس سے کیا تعلق؟ اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ یہ مسئلہ ان سے متعلق ہے۔ let me dispose of one matter then I will come to your problem.

سید عبداللہ شاہ : میری عرض یہ ہے کہ minister کی joint responsibility ہے

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے لیکن let me dispose off the matter first and then I will come to your problem because let me first deal with the mover who has moved this adjournment motion. ان کا مسئلہ ہے نا۔ تو آپ agree کرتے ہیں کہ اسے پڑھ دیں اور پھر اسے defer کرلیا جائے تاکہ وہ سامنے بھی آ جائے؟ میرے خیال میں پڑھ دیں تاکہ پبلک کے سامنے آجائے۔ پھر اسے defer کردیں گے۔

حافظ حسین احمد : میں تحریک کرتا ہوں کہ یہ ایوان درج ذیل اہم قومی مسئلے پر بحث کی اجازت دے۔ روزنامہ "پاکستان" ۲۴ر جولائی کے مطابق کروڑوں روپے کے خرد برد کرنے کے مسئلے پر Railway۔۔۔

جناب چیئرمین : نہیں نہیں یہ اور ہے یہ PASCO کے بارے میں ہے۔ روزنامہ پاکستان لاہور 24th July کے مطابق پاسکو نے سرکاری سطح پر۔ یہ نمبر 53 ہے۔

حافظ حسین احمد : 53 پڑھ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین : ایک منٹ جی میرا خیال یہ کچھ reported supply of sub-standard wheat to Peshawar by PASCO.

حافظ حسین احمد : ان کو تو پتہ نہیں چل رہا اب Secretariat کو بھی پتہ نہیں چل رہا میں یہی تو پڑھ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین : میرے پاس جو ہے وہ یہ ہے روزنامہ پاکستان لاہور 24th July کی خبر کے مطابق PASCO نے سرکاری سطح پر گندم کی خریداری کے بعد پشاور کو جو گندم بھجوائی وہ سو کلوگرام بوری کے بجائے 80 کلوگرام بوری تھی۔

حافظ حسین احمد : جناب چیئرمین یہی تو میں پڑھ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین : پڑھ دیں۔

حافظ حسین احمد : اللہ ہی رحم کرے۔ روزنامہ پاکستان 24th July کے مطابق کروڑوں روپے کے۔۔۔

جناب چیئرمین : کروڑوں روپے کی یہاں بات نہیں ہے۔

حافظ حسین احمد : یہ جو آپ نے دیا ہے یہ آپ دیکھیں اس میں یہی کچھ لکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین : آپ کے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے۔

حافظ حسین احمد : یہ آپ کے Secretariat کا جو ٹائپ شدہ ہے وہ میرے پاس ہے۔ یہ تضادات پیدا ہو رہے ہیں۔۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے جی۔ غلطی میری ہے کیونکہ راجہ افضل خان صاحب نے بھی وہی دیا ہوا ہے میرے سامنے وہ فائل ہے۔

حافظ حسین احمد : جناب ظاہر ہے میں تو اس کا پابند ہوں جو کہ مجھے فراہم کیا گیا ہے۔ اب میں کونسا پڑھوں؟

جناب چیئرمین : یہی کروڑوں روپے والا پڑھ دیں۔

(iii) *RE :* SUPPLY OF SUB-STANDARD WHEAT TO PESHAWAR BY PASCO

حافظ حسین احمد : روزنامہ پاکستان ۲۴ جولائی کے مطابق کروڑوں روپے خرد برد کرنے کے مسئلے میں ریلوے اور پاسکو کے متعدد افسران ملوث پائے گئے۔ FIA نے PASCO کے ایک خریداری مرکز پر چھاپہ مار کر وزن میں کم اور مٹی ملائی گئی گندم کو

بوریاں قبضے میں لے لیں۔ PASCO نے سرکاری سطح پر گندم کی خریداری کے بعد پشاور کو جو گندم بھجوائی گئی تھی۔ جس میں سو کلوگرام گندم کی بجائے ۸۰ کلوگرام گندم بوریوں میں ڈالی گئی تھی مگر ۸۰ کلو میں بھی ۵ کلو مٹی ملائی گئی ہے۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اس لئے اجلاس کی کارروائی روک کر بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین : واقعی اہم ہے Minister صاحب آج موجود نہیں ہیں۔ کوئی اور respond کر سکتا ہے؟

حافظ حسین احمد : میرا خیال ہے قوم کی صحت کا مسئلہ ہے۔ کوئی oppose نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین : مسئلہ اہم ہے۔ Minister صاحب آجائیں۔ ان کے آنے تک اس کو defer کیا جاتا ہے۔ جناب لالیکا صاحب آپ تشریف لے آئیں۔ APP کے ملازمین کے ۲۰۰ روپے allowance کے بارے میں تھا ان کو وزیراعظم صاحب کا کوئی directive ہے۔ اس کے باوجود ان کو دوسو روپیہ allowance نہیں مل رہا۔

Mr. Abdul Sattar Lalika : Sir, I will be unable to make a categorical statement on this today and if you cold allow me to come back on the next day.

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے جی. we will defer it. مسئلہ اہم ہے آپ اس کو دیکھ لیں۔ Next حافظ حسین احمد صاحب کا 55 کیا وجہ ہے آپ کے ہر Adjournment Motion کے ساتھ راجہ افضل صاحب کا بھی Adjournment Motion ہے۔

(iv) POLLUTON IN LAHORE

حافظ حسین احمد : یہ جی انہوں نے کوئی ساز باز کر رکھی ہے وہیں دستخط کر لیتے ہیں میں تحریک کرتا ہوں۔ یہ ایوان درج ذیل اہم قومی مسئلہ پر بحث کرے۔ روزنامہ جنگ

لاہور ۲۳ر جولائی کے مطابق سوھنا شہر لاہور آلودگی میں سر فہرست ہے۔ ہر شہری ایک سو گرام گرد اور ۱۱۰ گرام دھواں روزانہ نگل جاتا ہے۔ بیمار ہونے والے ۹۹ فیصد لوگ ماحولیاتی آلودگی کا شکار ہوتے ہیں۔ ہر سال دریاراوی سے ۵ ہزار ٹن زہریلی مچھلی لاہوریوں کی خوراک بنتی ہے۔ صنعتوں میں زہریلے Camicalاور گندہ تیل اور تیزاب پانی میں مل کر کینسر پھیلا رہے ہیں۔ کسی ایک گاڑی کا دھواں امریکہ کے ۲۵ گاڑیوں کے دھوئیں کے برابر ہے۔ ٹریفک پولیس گاڑیوں سے بھتہ لے لیتے ہیں اور .R.Tوالے ان کو Fitness certificate جاری کرتے ہیں۔ اس اہم مسئلے پر جاری کارروائی کو روک کر بحث کی اجازت دی جائے۔

Mr. Chairman : Is it being opposed?

Mr. Anwar Saifullah Khan : We are not opposing it sir, and Hafiz Sahib should know that the government does not oppose all his adjournment motions.

جناب چیئرمین : واقعی یہ تو پاکستان کا مسئلہ ہے۔ diesel کے دھوئیں سیدھے لگ رہے ہیں۔

جناب انور سیف اللہ خان : جناب آپ صحیح فرما رہے ہیں۔ اور حکومت جو ہے is equally concerned and if you permit sir, we can fix a date for a debate and if you allow me sir, for the satisfaction of the honourable member, I can make a statement on it.

جناب چیئرمین : مختصراً پڑھ دیں۔

Does the House allow leave to the honourable Senator to move this motion? Yes.

آپ مختصر Statementدے دیں۔

Mr. Anwar Saifullah Khan : Sir, the government of Pakistan is aware and equally concerned about the rapid deterioration of the environment in the country. A number of steps have been taken by

the government and the Ministry of Environment and Urban Affairs with the meagre resources that we have, in the country. Some of the major steps are listed and I will just read them answers.

جناب چیئرمین : لمبی statement نہ دیں کیونکہ لمبی تو آپ دیں گے جب وہ ہو گا۔

جناب انور سیف اللہ خان : Sir' اس میں میں پھر یہ عرض کر دیتا ہوں۔ حافظ صاحب نے جو لاہور کے بارے میں فرمایا۔ وہ صحیح کہہ رہے ہیں۔ لاہور میں حالت کافی تشویشناک ہے۔ اور اس پر ہم پوری توجہ دے رہے ہیں۔ راوی کا جو دریا ہے۔ ۱۰ کلو میٹر لاہور city سے down stream یعنی نیچے کی طرف اس وقت کوئی مچھلی وغیرہ نہیں پائی جاتی اور اس سے کافی نقصان ہو رہا ہے۔ خاص کر غریبوں کو جو پروٹین available تھی وہ بھی نہیں مل رہی۔ اس پر ہم نے ایک جامع پروگرام بنایا ہے۔ اور پہلی حکومت ہماری ہے' جس نے ایک National Conservation Strategy بنائی ہے وہ دس سال کے لئے ہے اور اس پر ۱۵۰ بلین روپے خرچ آئے گا چونکہ حکومت خود خرچ برداشت نہیں کر سکتی اس لئے اس میں NGO's کو بھی involve کیا جائے گا اور اس میں پرائیویٹ سیکٹر کو بھی ہم involve کریں گے۔ اسی طرح قصور کا جو مسئلہ ہے وہاں Tanneries جو ہیں بڑی تباہی مچا رہی ہیں۔

جناب چیئرمین : چلیں لمبی بات بعد میں آپ کریں۔ تو اس کے لئے یہ ہے۔ I hold this to be in order and the House has allowed leave to the honourable Senator. اس کو باقاعدہ fix کر کے discuss کریں گے۔ In the meantime آپ diesel کا دھواں ہی بند کر دیں تو میرا خیال ہے پاکستان پر بڑی عنایت ہو گی۔

جناب انور سیف اللہ خان : سر' اس پر ہم نے کارروائی شروع کر دی۔ صوبائی حکومتوں کو ہم نے ہدایت کی ہے کیونکہ یہ صوبائی مسئلہ ہے۔ لاہور اور کراچی میں ہم نے

کام شروع کر دیا ہے۔ یہاں بھی ہم نے پچھلے دنوں مری اور اسلام آباد road پر.....

جناب چیئرمین : یہ تازہ ہوا آنے میں central یا provincial کا کیا کام ہے؟ ہر کوئی اس سے متاثر ہے۔ اس میں کیا ہے؟

Mr. Anwar Saifullah Khan : Sir, environment has no boundary but we can not go and check it in the provinces.

Mr. Chairman : OK, so we come to the end of the Adjournment Motions.

(interruption)

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر : Sir، جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ ڈیزل بند کرا دیں۔ اگر Minister صاحب اسلام آباد میں جو Asphalt Plant لگا ہے۔ حالانکہ میں اسلام آباد میں نہیں رہتا ہوں یا اسی کو بند کروا دیں کیونکہ روز صبح وہ دھواں دیتا ہے سارے اسلام آباد کے اوپر وہ پھیلتا ہے اور وہ ہمارے نزدیک ہی ہے یہاں سے تو شاید یہ building بھی بچ جائے۔

Mr. Anwar Saifullah Khan : Sir, we are concerned about the Senator's health. He has pointed this out to me and we have directed the Chairman, CDA, to remove this Asphalt plant.

جناب چیئرمین: very good, excellent مندوخیل صاحب!

صوبیدار خان مندوخیل : میں کچھ گزارش کروں گا۔ کیونکہ بات ابھی Minister صاحب نے شروع کی ہے۔ Sir، ہمارے بلوچستان میں زیارت اور ژوب میں اللہ کے فضل سے کچھ درخت ہیں۔

جناب چیئرمین : وہ جب اس پر بات ہو گی تو اس پر تفصیل سے بات ہو گی۔ دو گھنٹے کی discussion ہو گی اس وقت بات کریں۔

جناب گلزار احمد خان : حکومت نے اچھا کام یہ کیا ہے کہ LPG کو free list پر لا کر

اس پر کسٹم ڈیوٹی وغیرہ معاف کر دیا ہے۔ اور private sector کو allow کیا ہے اس سے بھی کافی polotion ختم ہو جائے گی۔

POINT OF ORDER *RE* : REQUISITION OF SESSION

Mr. Chairman : Now I will deal with the Point of order. اقبال احمد صاحب آپ اس پر کچھ مختصراً کہہ دیں۔ guide کر دیں۔ وہ جو requisition کا مسئلہ تھا۔ اس کے بعد پھر Law Minister صاحب بات کریں گے اور اس کو ختم کرتے ہیں۔

جناب اقبال احمد خان : شکریہ جناب چیئرمین! کچھ میرے دانت میں تکلیف ہے اس لئے زیادہ گزارش نہیں کر سکوں گا کہ مجھ سے پہلے کافی سینیٹر دوستوں نے اس پر اظہار خیال فرمایا ہے تقریباً سب کا نقطہ نظر یہ ہے کہ requisition کا مقصد صرف اجلاس بلانا نہیں اس کے کچھ اور مقاصد بھی ہو سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ ایک ایسا مسئلہ آپ کے زیر غور ہے۔ جہاں تک میں نے کوشش کی مجھے کسی ملک کی پارلیمانی تاریخ میں یہ نقطہ نظر نہیں آیا جس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خاص موقع عنایت فرمایا کہ آپ پارلیمانی تاریخ میں ایک اہم نکتہ پر فیصلہ صادر فرمائیں گے۔ جس سے دوسرے ممالک بھی استفادہ کریں گے۔ آپ کی علمی بصیرت اور تجربہ سے مجھے یقین ہے کہ آپ فیصلہ کرتے وقت، جمہوری روایات اور پاکستان کے آئین کی روح کو مد نظر رکھیں گے۔

جناب والا! ہمارے آئین کے مطابق اجلاس بلانے کے دو طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ ایک وزیراعظم کی advice پر صدر مملکت اجلاس بلاتے ہیں اور ایک طریقہ requisition کے ذریعہ ہے، جناب والا! آئین کے مطابق ۹۰ working days پورے کرنے ہوتے ہیں۔ جو حکومت پر لازم ہے کہ وہ سال میں ۹۰ دن کے لئے کم از کم اجلاس منعقد کرے۔ جناب والا! آئین میں یہ بھی دیا ہوا ہے کہ ایک اجلاس اور دوسرے اجلاس کے دوران کم از

کم 120 دن سے زیادہ کا وقفہ نہیں ہونا چاہیئے۔ جناب والا! حکومت اپنے مسئلے یا دوسرے Policy matters جو وہ parliament کے کسی ایوان میں پیش کرنا چاہے۔ اس کے مطابق اجلاس طلب کر لیتی ہے۔ قانون سازی، جیسا کہ اس اجلاس کے دوران بیان فرمایا گیا کہ کچھ قوانین ۱۶/۱۵ تاریخ کو ختم ہو رہے تھے ان کی اس سے پہلے اس ایوان سے منظوری لینا ضروری تھی، اس لئے حکومت نے اجلاس بلا لیا ہے۔ ویسے جیسے کسی اور Senator نے ارشاد فرمایا، کہ یہ بھی طریقہ مناسب نہیں ہے کہ قانون کی میعاد ختم ہونے سے چند دن پہل اجلاس بلا لیا جائے۔ بہتر ہوتا کہ کافی وقت پہلے اجلاس بلایا جاتا اور اس ایوان کے ممبران کو اس بات کا موقع عنایت فرمایا جاتا کہ وہ اس قانون سازی پر کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے۔ لیکن میری یہ گزارش ہے کہ حکومت کے پاس یہ ذریعہ ہے کہ اگر ان کو compulsion ہو تو وہ کسی وقت بھی اجلاس بلا سکتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ requisition اجلاس کا مقصد کیا ہے۔ یہ بات بھی یہاں ہوئی کہ Article 54 میں یہ درج نہیں ہے کہ مقاصد کیا ہوں گے۔ اس میں جناب والا! میری گزارش ہو گی کہ جہاں تک حکومت کا اجلاس بلانے کا تعلق ہے اس میں بھی مقاصد بیان نہیں کئے ہوئے ہیں اور جہاں تک اراکین کا requisition کرنے کا حق ہے۔ اس میں بھی مقاصد بیان نہیں کئے ہوئے ہیں۔

جناب والا! کئی قوانین میں مقاصد بیان کئے گئے ہیں جیسے کہ میں نے اگلے دن آپ کی توجہ مبذول کروائی تھی کہ پاکستان Bar council Act میں یہ provision ہے جس کے تحت اجلاس requisition بھی ہو سکتا ہے اور Bar council کا چیئرمین بھی اجلاس طلب کر سکتا ہے۔ اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ جب requisitionist اجلاس بلائیں گے تو اس کا Agenda بھی ساتھ دیں گے اور پھر اس اجلاس میں اس کے علاوہ اور کوئی چیز discuss نہیں ہو سکتی ہے۔

جناب والا! ہمارے ہاں ابھی جمہوری نظام پوری طرح stable نہیں ہوا ہے۔ Martial Laws کی وجہ سے بہت سی روایات ہمارے ملک میں قائم نہیں ہو سکی ہیں۔ اور

بد قسمتی سے سیاست میں رواداری بھی مفقود ہے۔ بہت سارے سیاسی اختلافات کو ہم ذاتی دشمنیاں بنا لیتے ہیں۔ اب ان حالات میں اس معزز ایوان پر اور نیشنل اسمبلی پر اور آپ پر بھی یہ بھاری ذمہ داری ہے کہ کس طریقے سے ہم جمہوری روایات کو مستحکم کریں۔ جناب والا! میں محسوس کرتا ہوں کہ کاروبار مملکت عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے سے چلانا ہے۔ میں آپ کی توجہ قرارداد مقاصد جو Article 2 کے ذریعہ سے آئین کا substantive part بن چکا ہے۔ اس کے preamble part No. 2 نمبر ۲ کی طرف مبذول کراؤں گا جس میں درج ہے۔ wherein the State shall exercise it powers and authority through the chosen representatives of the people.

واضح رہے کہ State نے اپنے کاروبار مملکت کو اپنے منتخب نمائندگان کے ذریعہ سے چلانا ہے۔ لیکن جیسے میں نے گزارش کی کہ ہمارے ملک میں جمہوریت stable نہیں ہو سکی اور روایات قائم نہیں ہو سکی ہیں۔ اکثر اوقات دیکھنے میں آتا ہے کہ حکومت وقت خواہ کسی کی بھی حکومت کیوں نہ ہو' وہ اپنے بعض مقاصد یا مسائل کے لئے اسمبلی کے اندر بہت ساری چیزیں نہیں لاتی' جب کہ آئین کی روح کے مطابق حکومت کی جو بھی پالیسی ہو' قانون سازی تو بہر حال ہے ہی' وہ parliament کے ذریعہ سے اس کو اعتماد میں لے کر اراکین کی آرا کو مد نظر رکھتے ہوئے' نافذ کرنا چاہیئے۔ اب حکومت اگر کسی مسئلہ پر تساہل سے کام لیتی ہے۔ تو پھر یہ فرض اس ایوان کے ممبروں پر عائد ہوتا ہے کہ حکومت کی بعض پالیسیوں کو یا بعض قوانین کو اپنے طور پر جن کو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ملک و ملت کے مفاد میں ہیں یہاں پر لانے کی کوشش کریں۔ اس مقصد کے لئے requisition کا تصور اس آئین میں دیا گیا ہے۔ کہ جب کسی ایوان کے Member 1/4 محسوس کریں کہ کسی خاص مقصد پر بحث مطلوب ہے یا کوئی policy طے کرنا مقصود ہے تو وہ اجلاس طلب کر سکتے ہیں۔ اب جناب والا! میری ناقص رائے میں یہ وہ حق ہے جو کسی طریقہ سے بھی چھینا نہیں جا سکتا۔ اگر مقصد صرف اجلاس بلانا ہو' تو میں سمجھتا ہوں کہ اس Article 54 کا یہ مقصد نہیں ہے

کیونکہ اجلاس تو بہر حال سال میں ۹۰ دنوں کے لئے اس ایوان کا ہوتا ہی ہونا ہے' چاہے یہ سال کے پہلے حصے میں ہو یا بعد میں ہو۔ لیکن مقصد یہ ہے کہ ہمہ وقت حکومت کی policy پر نظر رکھی جائے اور جب بھی ممبران Assembly اور Senate محسوس کریں کہ کسی خاص مقصد میں حکومت کی راہنمائی کرنا ہے یا عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے کسی مسئلہ پر اپنی رائے دینا ہے تو وہ اجلاس طلب کر لیں گے۔

میری ناقص رائے میں جب requisition ہو جاتی ہے تو preference requisition کے اجلاس کو ہوتی ہے ورنہ اگر یہ preference نہ دی جائے تو پھر حضور والا! کسی وقت بھی حکومت اس clause کو خود اجلاس طلب کر کے defecto کر سکتی ہے اور وہ مقاصد حاصل ہی نہیں ہو سکتے جس کے لئے پاکستان کے آئین میں یہ provision رکھی گئی ہے۔ اس لئے میری اس سلسلے میں اولین درخواست یہ کہ جب بھی requisition آئے۔ چیئرمین پر یہ فرض ہے یا National Assembly میں سپیکر صاحب پر یہ فرض ہے کہ اس اجلاس کو بلائیں۔ حکومت کو اگر کسی کاروبار کے سلسلے میں اپنے Business کو کروانے کے لئے اجلاس کی ضرورت ہے۔ تو ان کو اتنا vigilant ہونا چاہیئے کہ وہ بروقت اپنے قوانین یا دوسرے مسائل کے لئے اجلاس بلالیں۔ جیسے کہ اس case میں ہوا اس requisition سے جو تاثر ملتا ہے وہ میں عرض کرتا ہوں حقیقت کا جناب والا! مجھے علم نہیں ہے' شاید آپ کے علم میں ہو یا ہمارے وزیر قانون یا وزیر پارلیمانی امور اس کو جانتے ہوں کہ یہ اجلاس کیسے بلایا گیا؟ جو ظاہر نظر آتا ہے وہ یوں ہے کہ اگر یہ requisition نہ کی جاتی تو شاید ابھی حکومت کا اجلاس طلب کرنے کا ارادہ نہ ہوتا اور اگر خدانخواستہ ایسی صورت ہوتی تو ہمارے دو قوانین lapse ہو جاتے اور وہ ہماری حکومت اور ہماری جماعت پر کوئی اچھا تاثر نہ چھوڑتے اس لئے حکومت کو چاہیئے کہ وہ اپنے سرکاری Business کو transact کرنے کے لئے مناسب وقت پر اجلاس بلاتے رہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ اجلاس طلب کر لیا ہے اور اب اس کا کیا کیا جائے؟

جناب والا! یہاں فاضل اٹارنی جنرل صاحب یہاں تشریف لائے ہیں۔ مجھے توقع تھی کہ وہ اپنی بصیرت اور تجربے کی بنا پر اس ایوان کی راہنمائی کریں گے۔ لیکن افسوس کہ انہوں نے بھی کوئی خاص ہماری راہنمائی نہیں کی بلکہ اس issue پر انہوں نے ارشاد فرمایا کہ Article 55 میں اس کا حل موجود ہے۔ جناب والا! Article 55 میں اس کا حل موجود نہیں ہے۔ Article 55 میں تو General Business کا دیا ہوا ہے کہ by majority فیصلے ہوا کریں گے۔ اب جناب والا! ایسی صورت بھی تو ہو سکتی ہے کہ ۴/۱ ممبران نے اجلاس کو طلب کیا اور government نے ساتھ ہی اجلاس کو طلب کر لیا اور پھر کہا گیا کہ چونکہ اجلاس بلانا ہی مقصد تھا یہ اجلاس بلا لیا گیا ہے' لہذا جن ممبران نے requisition کی ہے کسی particular agenda پر وہ discuss کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس اجلاس کے دوران وہ کر لیں اور جس کا حل جناب اٹارنی جنرل نے 55 میں پیش کیا۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ان دونوں میں فرق ہے۔ requisitioned اجلاس میں تو requisitionists agenda دیتے ہیں۔ اور اجلاس جناب چیئرمین! آپ کی صوابدید کے مطابق چودہ دن کے اندر ہونا ہوتا ہے۔ اور اس کو prorogue آپ ہی کے فیصلے کے مطابق ہونا ہے۔ اس میں صدر مملکت اس کو طلب کرنے یا اس کو prorogue کرنے میں کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ اب اس سے واضح ہے کہ وہ جو agenda ہے اس پر discuss کرنا ہے۔ وہ ایک دن میں ختم ہو جائے وہ ایک مہینے میں ختم ہو جائے یا ایک گھنٹے میں ختم ہو جائے وہ صدابدید آپ کی ہے۔ جب آپ prorogue کریں۔ اب اگر ہم Article 55 پر آئیں پھر حضور والا! یہ اجلاس جیسے یہ ہوا ہے فرض کیجئے Requisitionists چاہیں کہ اس particular agenda یہ ہم بات کریں۔ تو پھر جناب والا! ان کے رستے میں ہمارے Rules حائل ہوں گے پھر اس میں یہ کہا جائے گا کہ جناب Rule 263 کے تحت اس کو relax کر دیا جائے اور اجازت دے دی جائے جناب والا! وہ اس House نے کرنا ہے تو ظاہر ہے اگر اکثریت نہیں چاہے گی تو اس agenda پر بات نہیں ہو سکتی۔ لیکن requisition کے ذریعے سے یہ تو ممکن

ہے کہ اکثر Requisitionists کے Motion سے اتفاق نہ کریں لیکن ان کو یہ حق مل جاتا ہے کہ وہ agenda پر رکھ کر ان پہ بات کر سکتے ہیں۔ یہ ہے ایک فرق عام اجلاس کا اور requisitioned اجلاس کا' اور جس Article 55 کا فاضل Attorney General صاحب نے ذکر فرمایا وہ available نہیں ہے۔

تو میں جناب والا! جیسے گزارش کی تھی I am not feeling well میں اپنی گزارشات کو sum up کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ میری ناقص رائے میں اس آئین کی روح و منشا کے مطابق requisition کے اجلاس کو preference ملنی چاہیئے تھی۔ over the session convened by the government یہ ہمیشہ کے لئے ہونا چاہیئے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ماشاءاللہ آپ کا بہت تجربہ ہے آپ یقیناً فیصلہ فرماتے وقت اس آئین کی روح کو مد نظر رکھیں گے اور اس بات کا بھی خیال رکھیں گے کہ حکومت کسی کی بھی کیوں نہ ہو میری اپنی پارٹی کی حکومت ہے اس کے نفع نقصان کے ہم ذمہ دار ہیں۔ لیکن حکومت کسی کی بھی ہو سکتی ہے اصول ضابطے اور قانون ہمہ وقت ہوتے ہیں۔ آج اگر کوئی فیصلہ کریں گے ہو سکتا ہے ہمارے وزیر قانون صاحب کو یہ بات مناسب محسوس نہ ہو لیکن کل جمہوری ملک میں وہ فیصلہ ہمارے کام بھی آسکتا ہے۔

اب جناب والا! ایک آخری بات کروں گا کہ چونکہ ایک اجلاس بلا لیا گیا ہے میری اپنی رائے یہی ہے جیسے میں نے عرض کیا کہ requisition کو preference ملنی چاہیئے اور گورنمنٹ جو requisition کرتی ہے اجلاس صدر صاحب کے ذریعے سے لیکن اس دفعہ یہ ہوا نہیں اجلاس بلا لیا گیا گورنمنٹ business اس میں transect ہو رہی ہے اور ہونی بھی چاہیئے۔ مجھے خوشی ہے کہ وہ قوانین بروقت ہم adopt کر سکے۔ اور ہماری گورنمنٹ کی Embarrassment سے ہمیں savings ہو گئیں' لیکن میں عرض کرونگا کہ اب اس حق کو بھی defeat نہیں کیا جا سکتا جو حق requisition کا اس آئین نے دیا ہے۔ تو میں یہ عرض کرونگا کہ Article 25 جس کی provision آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں اس کے تحت اگر

اجلاس چودہ دن کے اندر طلب نہیں کیا جا سکا اس وجہ سے کہ government نے اجلاس طلب کر لیا ہے تو پھر بھی آپ کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ آپ اس requisition پر کسی مناسب وقت میں اس اجلاس کے ختم ہونے کے بعد یا جو بھی آپ مناسب خیال فرمائیں اس کو طلب کیا جائے۔ اس میں requisition کا agenda رکھا جائے خواہ وہ agenda اکثریت کے ذریعے سے ہم ایک ہی دن میں reject کیوں نہ کر دیں اس پر بحث ہو جائے گی۔ اگر وہ voting کا مسئلہ آئے گا تو ہو سکتا ہے ہم اس کا ساتھ نہ دے سکیں، لیکن اس حق کو غصب نہیں کیا جا سکتا۔ وہ حق ان کو دینا ضروری ہے requisitionists کو اور اس طریقے سے اگر آپ نے یہ فیصلہ فرمایا تو مستقبل میں ایک ایسی نظیر پیدا ہو گی اس ملک کے اندر، جس میں نئی روایات قائم ہوں گی۔ اور ملک میں جمہوری ادارے مستحکم ہوں گے۔ اور opposition اور government دونوں کے درمیان ایک ہم آہنگی کا رشتہ قائم ہو گا کہ ہم نے مل جل کر ملک کے نظام کو ٹھیک کرنا ہے اس ملک کی جمہوریت کو مضبوط کرنا ہے۔ اس ملک میں روایات قائم کرنی ہیں اور سیاست میں رواداری کو رائج کرنا ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم ذاتی مخاصمت بنا لیں سیاسی اختلاف کو اور جس کا نتیجہ ہمارے ملک میں کئی دفعہ سیاسی اکھاڑ پچھاڑ میں ہم دے چکے ہیں۔ جناب والا! آپ کی بڑی مہربانی۔ یہی میں گزارشات کرنا چاہتا تھا۔

جناب چیئرمین : شکریہ جی حافظ صاحب ذرا مختصر کریں۔

حافظ حسین احمد : جناب چیئرمین! میں جناب اقبال احمد خان کی حمائت کرتا ہوں اور اچھا ہوا کہ ہم نے بین الاقوامی record پارلیمانی انداز میں تو قائم کر لیا، لیکن یہ منفی سہی اصل مسئلہ یہ ہے کہ جس دن ہمارے دستخطوں سے آپ کے سامنے وہ عریضہ پیش کیا گیا تو اس وقت تک آپ کو اطلاع نہیں تھی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ آئین کی رو سے بیشک پابند تھے کہ صدر صاحب کے طلب کردہ اجلاس کو بلاتے لیکن ہماری کچھ اخلاقی قدریں روایات بھی ہیں۔ یقیناً اگر ہم نے ان روایات کا پاس نہ کیا تو شاید ہمارے جمہوری ادارے صحیح انداز میں نہ چل سکیں۔ اور اس سے پہلے قومی اسمبلی کے اس اجلاس میں بھی صاحب

صدر کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ اجلاس کو ذرا ملتوی کر لیتے جس طرح ہماری حکومت نے اور وزیر اعظم نے اور پارلیمانی امور کے وزیر نے خود یہ کہا تھا کہ قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کیا جا رہا ہے۔ اخبارات میں سپیکر صاحب کا بھی بیان چھپا، لیکن ایک Ordinance کو لانے کی وجہ سے صدر صاحب نے اسے مؤخر کر دیا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو آپ کا فیصلہ ہو گا اس میں آض ان اخلاقی قدروں کو اور ہماری جو روایات ہیں ان کو بھی مد نظر رکھیں گے تاکہ آئندہ کے لئے ہم یہ سمجھیں کہ یہاں پر صرف بالا افراد کی بات مانی نہیں جاتی بلکہ آئین کے تقاضوں میں انصاف مہیا کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین : جی جناب! Law Minister صاحب۔

چوہدری عبدالغفور : جناب چیئرمین! جیسا کہ میرے فاضل دوست ممبران نے اس پر روشنی ڈالی ہے یہ انتہائی اہم دستوری مسئلہ ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بہت سیر حاصل بحث ہوئی۔ اور ممبران نے اپنے فہم و فراست کے مطابق اس میں Contribute کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ اس مسئلہ کو حل کیا جائے once for all اور جناب کی ruling کے تحت آئندہ کے لئے استفادہ حاصل کیا جائے۔ اور مسئلہ یہ ہے کہ جناب چیئرمین! جیسا کہ یہاں بتدریج اور مسلسل اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی۔ کہ ہمارے دستور کے Article 54 میں summoning of the House کے مطابق requisition of the House کرنے کے متعلق جو requirement ہے وہ موجود ہے۔ اب جناب والا نے اس پر بھی صحیح point out کیا اور interpretation of Constitution interpretation of statute کے تحت، آئین کا کوئی Article جب تک اس پر فوقیت نہ دی گئی ہو اور واضح طور پر یہ نہ بیان کر دیا جائے کہ یہ Article تمام دوسرے Articles پر فوقیت حاصل کرے گا یا کوئی ایک provision of the constitution دوسری provision کو supercede کرے گی اس وقت تک scheme of things, philosophy of the Constitution, the framer of the Constitution. How they

framer it? How they enacted it. اس کو ہمیں مد نظر رکھنا پڑے گا اور دستور یہی ہے in relaton to the various provisions of the Constitution, we کہ اس کو have to sort it out and also to work out the best solution out of that اور ہو گا یہ کہ تمام provisions کو پڑھتے ہوئے ان کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی حل اس why these two کا نکالنا پڑے گا میں اس بارے میں جناب کا تھوڑا سا time لوں گا کہ provisions are put in the same Article and what is the difference? Either any of these two have preference over one and other or not. Sir starting with Article 54 of the Constitution, right to summon the Assembly of course the first choice have been given to the President on the advice of the Prime Minister and in the second priviso this has also been laid down that.

> "There shall be at least (three) sessions of the National Assembly every year....."

And the intervening period shall not be more then 120 days from one session to another session.

Previous to that sir, in the previous Constitution, the mandatory requirement was only of two sessions. One each after six months and not too frequent sessions as it has been laid down in the present Constitution. Again sir, when the provision is laid down, there can be more than one circumstances then the right has been given to the elected Members so that one fourth of the total majority membership of the House, they can requisition the House, requesting the Chairman to summon the House, to requisition the House and also that the second restriction is laid down that Hosue can only be prorogued by the Chairman himself not by the president. Why sir, what is the philosophy? The first thing which I must point out by reading this Article only, that why no restriction is put on the government to call the session, to summon the session within two days, within four days, within fourteen days but this restriction is laid on the Private Members? When they requisition, the margin is given upto 14 days, that it must be summoned, that must be requisitioned within fourteen days or within a fortnight. Why it is so, sir? Sir, I would only point it out that what is given.

Why is this provision is laid down under this section? Sir, I take you back to the history of Pakistan, Constitutional history of Pakistan that prior to the Constitution of 1956 there was no such provision, no such right was given to the Private Members to requisition the House and it was only the government and the President who could summon the House and that was the only way available for summoning the House.

لیکن جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا جب ہماری تاریخ میں 1962ء کے آئین کے بعد'

Originally, earlier, this country was run under the Government of india Act 1935. No provision was there and no such authority or the right was given to the Private Members to requisition the House. Again 1955 Constitution was promulgated and there was no such right available under that Constitution and there this situation developed the requirement, necessity of the time that developed in that day. It was the President who was responsible to form the Ministries, to dissolve them and thereafter one after the other so many Ministries were dissolved and at one time I remember, Mr. Chairman you will remember that one Mr. Hussain Shaheed Suhrawardi....

جناب چیئرمین : آپ اس کا عکس کیا نکال رہے ہیں؟

چوہدری عبدالغفور : میں یہ عکس نکالنا چاہتا ہوں جناب والا! کہ جب حسین شہید سہروردی Prime Minister تھے تو ان کو جب سکندر مرزا نے resign کرنے پر مجبور کیا تو انہوں نے درخواست کی کہ ایوان بلایا جائے اور میری majority کو بتایا جائے اگر میری majority ایوان میں نہیں ہے تو مجھے ہٹا دیا جائے۔ لیکن چونکہ members کے پاس کوئی اختیار نہیں تھا' I am prepared to resign کوئی اور House summon نہیں کر سکتا تھا صرف سکندر مرزا جیسا president تھا جس نے بیشمار وزارتوں کو تہہ و بالا کیا۔ یہ ایک ضرورت محسوس ہوئی۔ Suhrawardi had to resign and without summoning the House, with no power of the Private Member. Necessity arose that such power in case the member wants to

impeach the President, provision is of impeaching the president, removal of the President was always there in all the Constitutions by the requisitioning of the House.

جناب چیئرمین : پھر آپ کیا یہ کہتے ہیں کہ اس ایوان کے requisitioning سیشن کو یہ precedents ہے۔

چوہدری عبدالغفور : جی میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔ that was the extraordinary sort of situation.

جناب چیئرمین: اب آپ بتائیں تاکہ یہ جو صورتحال ہے کہ requisition موصول ہو گئی۔ اور president صاحب نے summon کر لیا۔ اب کیا کریں۔

چوہدری عبدالغفور : جناب والا! I am building up my case کہ اس provision کو رکھا کیوں گیا۔

جناب چیئرمین : وہ تو میں سمجھ گیا کہ یہ background تھی۔

چوہدری عبدالغفور : یہ background تھی کہ اگر صرف president کے پاس power آئے گی تو he can hamper and he can frustrate the desire.

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے وہ power آ گئی۔

چوہدری عبدالغفور : وہ power جناب! first time in interim constitution of 73 میں رکھی گئی۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے۔

چوہدری عبدالغفور : اسے من و عن take over کر لیا گیا۔

جناب چیئرمین : اب بتائیں نا کہ اس کا اب آگے کیا کریں؟

چوہدری عبدالغفور : 73ء میں جناب والا! یہ provision رکھی گئی۔ اب اس سوال پر کہ اس کی ضرورت کیا ہے تو جناب والا! میں تمام Rules کا حوالہ نہیں دوں گا۔ میں ساری provisions نہیں پڑھوں گا۔ لیکن میں صرف یہ ضرور عرض کروں گا کہ اگر

impeachment of the President or removal of the President or no confidence against the Prime Minister or anything.

جناب چیئرمین : اب سامنے سوال یہ ہے کہ ۹/اگست کو مجھے requisition مل گئی تھی اور اس میں چودہ دن ہوتے ہیں so I could have called it بیس۔ بائیس۔ اٹھارہ' جب مرضی ہو' president صاحب نے اسے بارہ کو summon کر لیا اب کیا صورت ہے؟ اب کیا کیا جائے؟

چوہدری عبدالغفور : اسی point پر میں آ رہا ہوں۔ جب جناب والا! یہ دونوں provisions موجود ہیں۔ یہ جب ' جس قسم کا Agenda ہے مطلب یہ کہ not particularly about this requisition. جناب کے سامنے Agenda کا requisition جو موجود ہے۔ اسے اگر آپ دیکھیں گے۔ "اس میں جناب والا! جو Urgency اور Extra-Ordinary اور کوئی ایسا Constitutional Affairs جو موجود ہے۔ وہ جناب تین چیزیں ہیں۔ Discussion on the foreign policy of the Government of Pakistan, discussion on the law and order situation in the country and discussion on the agriculture policy of the government. These are three requirement.

کہ یہ اتنے زیادہ ضروری ہو گئے ہیں کہ اگر دس دن' پندرہ دن' بیس دن' late ہو گیا تو شاید پتہ نہیں کیا پہاڑ گر پڑے گا۔ اور کیا چیز نازل ہو جائے گی۔ اس میں جناب عالی جو right دیا گیا ہے' میں نے عرض کیا کہ وہ right اس لئے دیا گیا Private Members کو کہ اگر government کسی وجہ سے بلانا چاہے اور وہ نہ بلا سکے' President صاحب نہ بلائیں تب ان کو right ہو۔

جناب چیئرمین : ورنہ نہیں ہے۔ فرض کیجئے ویسے ہی بلانا چاہتے ہیں اور مجھے بائیس ممبرز دستخط کر کے بھیج دیتے ہیں تو پھر؟

Ch. Abdul Ghafoor : Then you are bound to summon. That right is available. لیکن میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ, Then what will happen, what is the difference in requisitioning the House by the Private members or by the Government. The ordinary rules of principle would apply.

یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ یہ Agenda بھی دیں۔ اور دوسری بات یہ کہ Agenda دیں بھی تب بھی یہ نہیں ہے کہ یہ Private Members بلا لیں تو اس میں گورنمنٹ کی Business نہیں ہو گا بلکہ صرف ان کا جو Agenda ہے وہی چلے گا۔

باقی جو یہ Rules 21 & 22 اور یہ سارے Rules موجود ہیں اس کے تحت میں جناب والا! عرض کرنا چاہوں گا وہی apply کریں گے۔ balloting ہو گی۔ ان کا جس دن آئے گا۔ وہ Private Member's Day پر لیا جائے گا۔ اور باقی Government Business ہو گا۔ تو مقصد یہ ہے government کی توجہ مبذول کرانا۔ کہ ضرورت ہے کہ آپ بلا لیں۔ اگر government خود respond کر دیتی ہے کہ واقعی it is required and even if they replied and fourteen days are given it does not take away the right of the President or the Prime Minister.

جناب چیئرمین : وہ تو ٹھیک ہے۔ وہ right نہیں ہوتا لیکن اب گورنمنٹ نے بلا لیا' تو کیا مقصد Session بلانا ہے requisition ختم ہو گئی یا ابھی بھی باقی ہے؟

چوہدری عبدالغفور : مقصد Session بلانا تھا کہ goverment کی توجہ مبذول کرائی جاتی کہ آپ Session بلائیں۔ Session بلایا۔ اور امور خارجہ کی صورت حال آپ کے سامنے argue ہو رہی ہے۔ اور باقی Law and order ہر روز discuss ہوتی ہے۔ National Assembly میں ہوتی ہے nothing special اور زراعت پر بھی۔

جناب چیئرمین : نہیں کیا تو اب آپ کے مطابق requisition ختم ہو گیا ہے؟

چوہدری عبدالغفور : جب اس requisition کے تحت وہ تمام infructuous ہو چکا ہے۔ اور اب جو اجلاس بلایا جا چکا ہے تو وہ اجلاس ان کی requisition کے مطابق sufficiently covered ہے۔

جناب چیئرمین : فرض کیجئے کہ President صاحب اجلاس طلب کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں میں تین اگست کو اجلاس طلب کرتا ہوں۔ مجھے requisition آجاتی ہے اور Members کہتے ہیں کہ urgency ہے آپ کل ہی بلا لیں تو میں بلا لیتا ہوں تو کیا President کا infructuous, order ہو جائے گا؟

چوہدری عبدالغفور : جناب میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب آپ ان کا اجلاس بلا لیتے ہیں۔ اور اس order کے تحت آپ چلتے رہتے ہیں تو then the purpose is served

Mr. Chairman : So President's order will become infructuous.

Ch. Abdul Ghafoor : The purpose is served.

Mr. Chairman : Then you concede.

اگر میں پہلے بلا لیتا ہوں فرض کیجئے۔ President صاحب نے تین اگست کو بلا لیا اور مجھے requisition آج موصول ہو جاتی ہے۔

Ch. Abdul Ghafoor : And that goes beyond 30th.

Mr. Chairman : It goes beyond 30th.

چوہدری عبدالغفور : اس کے بعد اگر President صاحب سمجھیں گے کہ یہ ایک ہفتے کے بعد بھی cover کر کے آپ نے prorogue کر دیا ہے اور سمجھتے ہیں کہ مزید اجلاس کی ضرورت ہے تو.....

جناب چیئرمین : سمجھنے کی بات نہیں ہے۔ کیا وہ order ہو infructuous,

جائے گا۔ that is the question

چوہدری عبدالغفور : میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سوال یہ ہے کہ اس میں اور اس میں کیا فرق ہے؟

جناب چیئرمین : ان کی Power ہے۔ To summon any time. The Chairman's power is to summon on the requisition. اگر یہ بات آپ کی مان لی جائے کہ جب ممبرز requisition دے دیتے ہیں اور President Summon کر لیتے ہیں تو اجلاس کا مقصد پورا ہو گیا۔

چوہدری عبدالغفور : اور آپ پہلے یہ Summon کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین : ہاں تو یہ مقصد پورا ہو گیا۔ تو پھر اگر میں Summon کر لیتا ہوں تو پھر بھی مقصد پورا ہو گیا۔

چوہدری عبدالغفور : مقصد پورا ہو گیا۔

جناب چیئرمین : یہ مقصد پورا ہو گیا اگر میں Summon کر لیتا ہوں تو پھر بھی مقصد پورا ہو جاتا ہے وہ بھی infructuous ہو گیا۔

چوہدری عبدالغفور : وہ بھی infructuous ہو گیا۔ مقصد پورا ہو گیا۔

جناب چیئرمین : پھر اس سے یہ ہو گا کہ اس سے آئین کی ایک Provision ہو جاتی ہے جب بھی انہوں نے requisition کیا۔

چوہدری عبدالغفور : میں عرض کرتا ہوں اس کا مقصد یہ ہو گا اگر that session runs beyond 30th for which President has summoned وہ purpose تو مکمل ہو گیا اور اس میں legal purpose یہ ہو گا چونکہ اس House کو آپ نے prorogue کرنا ہے، President نے نہیں کرنا۔ President چاہتا ہے کہ دو مہینے چلے۔ گورنمنٹ کا business مکمل نہیں ہوتا لیکن آپ یہ چاہتے ہیں کہ ان کا agenda سات دن میں ختم ہو جائے۔ یہ ۳۱ اگست کو، ۳۔ ۲ ستمبر کو ختم ہو گیا۔ اس اجلاس کی ضرورت نہیں

اس کو آپ نے prorogue کر دیا۔ And the President can still resummon the session.

جناب چیئرمین : re-summon تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ دوبارہ requisition دیں گے re-summon ہو جائے گا۔

چوہدری عبدالغفور : وہ بھی کر لیں گے President بھی دوبارہ کر لے گا۔ یہ government کے business پر depend کرتا ہے۔ آپ کے بلائے ہوئے اجلاس میں جو ان کے کہنے پر بلایا گیا۔ اب اگر اس میں گورنمنٹ کا agenda cover ہو گیا۔ اور اس کے علاوہ میں عرض کرنا چاہوں گا ایک دو points تیکی بختیار صاحب نے اور میرے کچھ فاضل ممبران نے raise کئے ہیں۔ وہ یہ ہیں جناب عالی! اتنی جلدی کیوں ضرورت پڑی، اتنے short notice پر کیوں بلایا گیا؟ دوسری بات یہ ہے کہ apply 254 کرتا ہے یا نہیں؟ دو چیزیں ایسی ہیں جو میں چاہتا ہوں malafide اور bonafide اس طرح یہ attach نہیں کر سکتے government کے کسی action کو malafide اس طرح attach نہیں کی جا سکتی اگر وہ اپنے business کے لیئے اگر کسی طور پر on the advice of the Prime کرتا ہے یا right exercise اپنا President It is not tod defeat نہیں کی جا سکتی۔ malafide attach تو اس کو Minister' the ends of the summong of the House by the private members because ultimately Private Members Day پر ان کا function آنا ہے لیکن they can look at this کہ ان کی foreign policy کیا تھی وہ تو ہم نے کہا کہ آپ جتنے دن مرضی اس کو جاری رکھیں۔ اس میں ان کے لیئے سہولت ہے۔ اپنے لیئے اگر یہ requisition کریں تو ان کا سوائے Private Members Day۔ اور تو کوئی دن آ نہیں سکتا۔ اور تو کسی شکل میں ان کا agenda آ نہیں سکتا۔ کوئی rule اس کو permit نہیں کرتے۔ رہ گئی جناب والا! یہ بات کہ اس میں جلدی کیوں کی گئی؟ اور اس short

Rules do permit provided کہ notice پر کیوں کیا گیا تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں that when a session is called at a short notice or emergently, publication of the notification in the gazette and its announcement over the Radio and TV and in the Press shall be deemed to be sufficient notice of the meeting to the members who shall also be informed by the telegram. تو یہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر government چاہتی ہے کہ ہمیں ضرورت ہے کہ President اور Immediately without issuing the کل اجلاس بلائیں Prime Minister notification اس کے لئے immediately ہم ریڈیو اور ٹی وی پر announce کر دیتے ہیں۔ لیکن جہاں تک ۲۵۴ کا تعلق ہے۔ I am sorry to state that by so stretch of imagination کسی بھی interpretation کے تحت اس situation کو یہ cover ۲۵۴ نہیں کرتا۔ یہ اجلاس چونکہ آپ نے requisition کیا تھا، President نے government اجلاس بلا لیا اب ۲۵۴ کے تحت دوبارہ بلایا جائے۔ اگر اس کو کسی وقت بھی دوبارہ بلا سکتا ہے تو یہ بھی دوبارہ requisition کر سکتے ہیں۔

Sir, when the purpose is served, the purpose of summong and requisition the House is served the House is here . It has been functioning. Their agenda was being discussed and if at all some had left out they can resummon and re-requisition the House but it does not apply under 254 that it is still alive and that can be still summoned after the prorogation of this House. I humbly submit sir, that this provision of law will not cover this sort of situation.

جناب چیئرمین : ۲۵۴ میں لکھا ہے۔ Why not ? When anything is required to be done at any time تو یہ بھی constitutional requirement ہے کہ ۱۴ دن میں کرو۔

چوہدری عبدالغفور : Sir میں عرض کروں وہ اس لئے ہے کہ President call نہ کرتے۔ ۱۴ دن میں آپ یہ بھی call نہ کرتے اور اب دوبارہ اسی دن call کر لیا جائے اسی requisition پر۔ آپ کر لیتے۔ لیکن جب وہ purpose serve ہو گیا President نے وہ smmon کر لیا اور House is in session

جناب چیئرمین : آپ ۲۵۴ دیکھیں نا۔ When any act or thing is required to be done within a particular period and it is not done within that period.

Chaudhry Abdul Ghafoor : Sir, I submit that what was the particular thing-summoning of the House and the House was summoned.

جناب چیئرمین : اس وقت صورت حال یہ ہے کہ requisition مجھے مل گئی ہے۔ I was required to do it within 14 days, I cannot do it because the House has already been summoned.

Chaudhry Abdul Ghafoor : Sir, the question is that what was the subject matter of the requisition.

جناب چیئرمین : وہ تو انہوں نے subject matter دے دیا۔ وہ supposing دیں ہی ناں؟ supposing انہوں نے مجھے requisition دی ہے۔ and given me no subject matter اور وہ کہتے ہیں جس طرح President Summon کرتے ہیں؟

Chaudhry Abdul Ghafoor : Sir, is that a child play?

Mr. Chairman : no, no, the President when he summons.....

Chaudhry Abdul Ghafoor : Sir, there is no requirement کہ وہ agenda دیں۔ وہ agenda نہیں دیتے وہ کہتے ہیں صرف House Summon کیا جائے گورنمنٹ House Summon کر لیتی ہے۔ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

جناب چیئرمین : مجھے requisition بغیر agenda کے دیتے ہیں۔

Chaudhry Abdul Ghafoor : Sir, there are more than one precedents, previously even in the history of Pakistan. It is not the first time that it has happened. Even at the time when we were sitting in the Opposition, this happened not once but twice and thrice and so many times. We had so much majority, we sumoned the House so many times but the government requisitioned it if its own, the matter ended there. We never objected to that because the purpose was to summon the House, not to play with it. If at all they want to summon the House again, they can resummon it requisition it but the question about the application of 254 there is absolutely no answer to it because the summoning of the House was the intention and object and that was served.

جناب چیئرمین : ان کا یہ کہنا ہے۔ we want to sumon the House which is under our control تاکہ کوئی prorogue نہ کر سکے۔ چیئرمین ہی کر سکے۔

Chaudhry Abdul Ghafoor : Sir, now open to that. Let them open it.

جناب چیئرمین : نہیں۔اب تو یہ ہے گورنمنٹ کے پاس اختیار ہے۔جب مرضی کرے prorogue کر دے۔اس میں چیئرمین کے پاس اختیار ہے۔اور یہ دو independent چیزیں ہیں۔

چوہدری عبدالغفور : Sir دوبارہ summon کر لیں۔ دوبارہ requisition دے دیں۔

جناب چیئرمین : دوبارہ تو علیحدہ بات ہو گی۔اس requisition کا کیا کروں۔

چوہدری عبدالغفور : اس requisition کا۔

جناب چیئرمین : کیونکہ وہ کہتی ہے۔ I shall sumon within 14 days.

Chaudhry Abdul Ghafoor : Sir, I submit that you shall summon but the House has been summoned.

جناب چیئرمین : میں نے تو summon نہیں کیا۔ I have to summon

Chaudhry Abdul Ghafoor : Sir, the question is that what is the purpose اس لئے میں نے اتنی لمبی history بیان کی ہے۔ اگر گورنمنٹ کسی طریقے سے ان کے آڑے آئے اور President summon نہ کرے۔ There is a question of extra-ordinary nature for the removal of the President, impeachment of certain person and the government stands in their way. It was only and only then that this provision was to be put and to be discussed.

جناب چیئرمین : وہ آپ کی بات صحیح ہے۔ اس کا background ہے کہ کیوں اختیار دیا گیا؟ لیکن جب اختیار دیا گیا تو اس میں یہ نہیں لکھا ہوا کہ آپ اس کو summon کریں گے۔ only for impeachment of President or moving of vote of no confidence. وہاں تو دیا ہوا ہے کہ آپ summon کریں۔

Chaudhry Abdul Ghafoor : But still the constitutional history, must be kept in mind. Why this was necessitated? Why this insertion is in the Constitution and under what circumstances? Mr. Chairman, I would submit it again and again that the purpose is to requisition the House, summon the House that has been summoned and their is purpose fulfilled.

جناب چیئرمین : یہ argument اگر مان لیے جائے۔ تو ۵۴(۳) جو ہے وہ ہر وقت negate ہو سکتا ہے۔ جب بھی انہوں نے بلایا اور ان کا مقصد اگر ہو کہ ہم ایسا session چاہتے ہیں۔

Chaudhry Abdul Ghafoor : Sir, the law allows to defeat a purpose with legal device I tell you, This is permissible. We can defeat their object with a legal device. Every time the government defeats their purpose because the purpose is to summon the House.

جناب چیئرمین : ان کی argument یہ ہے۔ we want to summon a session جس کا control چیئرمین کے پاس ہو۔ تو وہ ایک چیز independent ہے۔ by summoning it. آپ summon تو کر لیتے ہیں۔

Chaudhry Abdul Ghafoor : Let them summon again and do that and if at all the government will have to summon the House again, they are defeated and that is the legal device. I would have to say that the question is the purpose of sumoning the House. The intention is to summon the House that has been summoned, purpose has been served; No more that requisition stands that has been infructuous and again if they want, they can re-summon it and if the Government chooses to re-summon the House, again that will be defeated and there is no question to the application 254 again and again and that is all. Thank you sir.

Mr. Chairman : So, anyhow, I will announce my ruling today میں فرید اللہ خان صاحب سے کہوں گا۔ at one of the clock. In the meantime, you please come and preside so that I can prepare my ruling on this and I will ۔ handle کریں گے فرید خان صاحب کو پھر agenda باقی question come back at one of the clock.

[At this stage the Chair was occupied by Haji Faridullah Khan].

Mr. Presiding Officer : Now item No. 3 is on the agenda, Jam Muhammad Yousuf Sahib.

THE INDUS RIVER SYSTEM AUTHORITY BILL, 1992

Jam Muhammad Yousuf : Sir, I beg to move :

> "that the Bill to provide for the establishment of the Indus River System Authority (The Indus River system Authority Bill, 1992) as reported by the Senate Standing Committee on the Water and Power be taken into consideration at once."

Mr. Presiding Officer : The question before the House is that Jam Muhammad Yousuf, Minister for Water and power has moved:-

> "that the Bill to provide for the establishment of Indus River System Authority (The Indus River System Authority Bill, 1992) as passed by the National Assembly be taken into consideration.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer : It is opposed. Then honourable Minister for Water and Power, please throw a light on it.

جام محمد یوسف: شکریہ! یہ Ordinance پہلے Ministry of Law, Justice and Parliamentary Affairs.

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پہلے وزیر صاحب اس پر بات کر لیں۔

ایک معزز رکن: ابھی تو first reading ہے۔

جناب شہزاد گل: first reading ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ لیکن ابھی تو بات that the Bill be referred to the Standing Committee کی ہے۔ Standing Committee concerned. یعنی ہماری تین اراکین کی ایک ترمیم ہے۔

چوہدری عبدالغفور: یہ بات آپ کے صحیح ہے لیکن first he has to

introduce the Bill introduce ہونے کے بعد then brief statement دینے کے بعد کہ یہ بل ہے کیا چیز اس کے بعد آپ move کر دیں کہ اس کو Standing Committee میں بھیج دیا جائے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : انہوں نے Bill تو پیش کر دیا ہے۔ On the day on which the motion for consideration is set down in the orders of the Day..... اب یہ انہوں نے move کر دیا ہے۔

(مداخلت)

چوہدری عبدالغفور : پہلے وہ یہ بتائیں تو سہی کہ یہ Bill کیا چیز ہے؟ کیا بلا ہے؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : The members giving notice may move that the Bill be taken into consideration. He has moved it, that is to be taken into consideration.

Rule 111 says ;

> "Any member may move as an amendment that the Bill be referred to a Standing Committee and if such motion is carried, the Bill shall stand referred to a Standing Committee....."

یعنی، بس صرف انہوں نے move کر دیا اور اس کے بعد ہماری ترمیم آ گئی اس سے پہلے statement نہیں دے سکتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : نہیں، وزیر صاحب پہلے statement دیں گے۔ He will give a short statement.

اس کے بعد ہم جو بھی ترامیم ہیں ان کو لیں گے۔ جو requirements ہیں ان کو لیں گے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : انہیں پہلے سن لیتے ہیں کہ بل کس کے بارے میں ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا آپ کی ruling اپنی جگہ لیکن اصولاً

بات یہ ہے کہ only he has moved and that is all.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ذرا وہ یہ بتادیں کہ Bill ہے کیا چیز؟ جی وزیر پانی و بجلی۔

جناب جام محمد یوسف : جناب والا! اس کی افادیت، اس کی basis اور پانی کی تقسیم کی regulation کے بارے میں ہے۔

And it is also about surface of water among the provinces to specify the pattern for reservoir and operation for the irrigation purpose' for hydel power generation and management of the wate to be released. Therefore, the Bill is sought to be placed. Its Ordinance was presented in the Parliament and approved.

اس مقصد کے لیئے یہ بل Parliament میں پیش ہوا ہے، Indus System Authority Bill کی جو statement of object and reasons ہے وہ یہ ہے کہ

In order to regulate and to monitor the water source of Indus in accordance with the Water Accord signed among the four provinces and approved by the CCI, the authority set up under the Indus Act Authority, ISR consist of five members from each province, nominated by provinces. The Federal Government appoints the high ranking engineers in the Irrigation System.

جناب والا! اس بل کا خاص مقصد جو ہے وہ یہ ہے کہ جو Indus System Authority بنی ہے وہ Indus کے پانی کے flow کی اور cusic کی جو apportionment ہے وہ اس کو دیکھے گی کہ flood time کے اندر اس کی کتنی requirement ہے؟ اس میں پانچ ممبر ہوں گے جنہیں ایک وفاقی حکومت نامزد کرے گی اور باقی چاروں صوبوں کی طرف سے ہوں گے۔ یہ اپنے sphere میں رہ کر دیکھیں گے کہ flood میں پانی کی کتنی flow ہے جس میں چھوٹے چھوٹے پانچ ہزار cusic تک کے discharge ہیں وہاں نئے plan تیار کر سکیں۔

جناب والا! اس bill کو پیش کرنے کا خاص مقصد یہ ہے کہ Indus Authority بنائی گئی ہے جو کہ چاروں صوبوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ اسے قانونی شکل دینا ہے۔ یہ Authority جو ہے Council of Common Interest کے فیصلہ کے تحت بنائی گئی

ہے۔اس کا مقصد یہ ہے کہ صوبوں کے درمیان جو پانی کی تقسیم کا معاہدہ ہوا ہے، اس پر احسن طریقے سے عمل کروائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جناب شہزاد گل صاحب!

جناب شہزاد گل : جناب والا! جہاں تک وزیر صاحب کا ارشاد ہے کہ پانی کے معاہدے پر عمل درآمد کروانے کے لئے یہ Authority بنائی جارہی ہے۔ جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پانی کا معاہدہ ہوا ہے Water Accord meaning the apportionment of Indus River Water وہ ایک الگ package ہے۔ یہ ایک الگ agreement ہے۔ وہ اپنی جگہ پر ہے۔ اب یہ اس پر عمل درآمد کرنے کے لئے، اس کو implement کرنے کے لئے ایک علیحدہ Authority قائم کی جارہی ہے۔ Water Accord الگ ہے۔ یہ Authority الگ ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس Authority کو جو اختیارات دیئے جارہے ہیں، یہ Authority قائم کی جارہی ہے، اس Accord کو implement کرنے کے لیئے تو آیا یہ اس Accord کے موافق ہے یا نہیں؟ ایک بات میں جناب کے notice میں لانا چاہتا ہوں اسی بل کی clause 8(b) میں ہے کہ Determine priorities with reference to Sub-clause 'c' of Clause 14 of the Water Accord for river and reservoir operation for irrigation and Hydro power requirements ابھی انہوں نے فرمایا بھی ہے کہ Hydro power requirement اب دیکھنا یہ ہے کہ Accord کے clause 14(c) میں یہ بات ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شہزاد گل صاحب، آپ نے اس پر ایک ترمیم بھی دی ہوئی ہے۔

جناب شہزاد گل : میں جی گزارش کرتا ہوں۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر : پوائنٹ آف آرڈر،

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جی،

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir : Mr. Chairman, it appears that discussion on clause by clause has been started before any other procedures would have been adopted. The rules do not allow that. I don't think it requires any explanation as the Minister has moved.

Mr. Presiding Officer : You are right.

جناب شہزاد گل : جی، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کو کیوں Standing Committee میں بھیجا جائے میں نے جو ترمیم دی ہے اس کی وضاحت کرنے کے لیئے آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔ یہ بات آپ کو سمجھانے کے لیئے عرض کر رہا ہوں کہ اس Bill کو کیوں Standing Committee میں بھیجا جائے۔ تاکہ وہ Accord کی اور اس bill کی دونوں provisions کا جائزہ لے سکے۔ committee ان کا متقابلی جائزہ لے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شہزاد گل صاحب آپ اپنی بات پوری کریں تاکہ میں ترمیم پیش کر سکوں۔

جناب شہزاد گل : جناب والا، میں clause 14(c) کا ذکر کر رہا تھا۔ The existing reservoir would be operated with priority for the irrigation uses of the provinces اس میں صرف irrigation uses ہیں لیکن اس Bill میں اس Accord کو hydro power requirement کے لئے بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔ اب یہاں پر اس bill میں hydro power requirement کے لیئے بھی اس کو استعمال کیا جا رہا ہے اس میں Authority کو اختیار دیئے جا رہے ہیں اور کان کو پچھلی جانب سے پکڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور ایسے Dams بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ حالانکہ پانی کے معائدے میں Dams بنانے کی گنجائش نہیں ہے اور generation کے لئے، صرف صوبوں کو ان کے پانی کا حصہ دیا گیا ہے، تقسیم کی گئی ہے صوبوں کو اور اپنے طور پر کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ تو میں صاف طور پر کہتا ہوں کہ indirectly کالا باغ ڈیم بنانے کے

لئے ایسی باتیں لائی گئی ہیں اور لائی جا رہی ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اسے Standing Committee میں بھیجا جائے تاکہ وہ اس کا تقابلی جائزہ لے تاکہ Water Accord سے ہٹ کر جو Authority کو اس بل میں powers دی جا رہی ہیں وہ ان کا جائزہ جب Standing Committee سے آئے گا تو ہم اس وقت بات کریں گے۔ اسی طرح جناب والا! ہمیں دو دن کا notice بھی نہیں دیا گیا۔ کیونکہ میں نے جو ترامیم دی ہیں۔ وہ ابھی تک circulate بھی نہیں ہوئیں اور ان کو پیش کرنے کا میرے پاس موقع بھی نہیں ہے۔ اس وجہ سے یہ لازمی ہے کہ اس بل کو لازمی طور پر Standing Committee میں بھیجا جائے۔ یا پھر ہماری ترامیم کو circulate کر کے پیش کرنے کا موقع دیا جائے تاکہ ممبران کی رائے لی جا سکے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جی عبداللہ شاہ صاحب!

Syed Abdullah Shah : Sir, you will kindly be pleased to refer to Rules 86. Rule 86 says :-

> "Upon introduction, a Bill shall stand referred to the Standing Committee concerned with the subject matter of the Bill :
>
> Provided that the member-in-incharge may move that the requirement of this rule be dispensed with and, if the motion is carried, the provisions of rule 87 shall apply to the Bill as if it were received back from the Standing Committee on the day on which the motion is carried."

Now Sir, the member-incharge *i.e.,* honourable Minister did not make any motion that the provisions of this rule be dispensed with. So, according to my humble submission this Bill automatically stands referred to the Standing Committee under Rule 86.

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir : Point of order, sir. This reference which has just been given by my colleague, Senator Abdullah Shah Sahib is totally wrong because this Bill falls under

Rule 108; Bill originating in the Assembly and transmitted to the Senate.

The Bill, he is referring to under Rule 88. It is purely concerned with the Bills introduced in this House. So, this is not a correct interpretation.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب ابھی جو ہماری ترامیم آئی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : وہ ہم بعد میں پیش کریں گے۔ اگر آپ اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ تو ہم وقت دے دیتے ہیں۔ آپ کیوں چاہتے ہیں کہ اس کو Standing Committee میں بھیجا جائے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : یہ اصل بات ہے جناب والا! یہ bill دراصل جو کچھ اس میں ہے وہ بالکل secondary ہے۔ اس میں جو پرائمری بات ہے وہ یہ ہے Where it is expediently established the Indus River System Authority for regulating and monitoring the distribution of water sources of Indus River in accordance with the Water Accord amongst provinces and to provide for matters connected therewith and ancillory thereto. اصل میں the so-called Indus Water Accord کو base مان کر وہ Authority بنا رہے ہیں۔ اس کی regulation کے لیئے کام ہو رہا ہے۔ اور Water Accord کی جو یہاں definition دی گئی ہے وہ ہے کہ Caluse 2, sub\clause (f) Water Accord; meaning the agreement entitled apportionment of the water of the Indus River System between the provinces, signed by the provinces on the 16th day of March 1991 and approved by the Council of Common Interest on the 21st day of March 1991. اب جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ معائدہ پانی مشترکہ مفادات کونسل کے حوالے سے ہوا ہے اور مشترکہ مفادات کونسل جو ہے جناب والا !

وہ provided ہے Article 145 of the Constitution میں اور اس میں ایک واضح بات ہے کہ 'Council shall be responsible to Majlis-e-Shoora (Parliament)' یہ ہے بنیادی چیز کونسل نے جو کچھ بھی کیا وہ جب تک مجلس شوریٰ میں Parliament کی joint sitting میں پیش نہ ہو اور اس کی منظوری نہ ہو Any action of Council it is not constitution, nothing یہ ہے اصل base، یعنی میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو Act ہے یہ ایک Regulating Authority کے لیئے proviso مہیا کرے۔ لیکن جس چیز کو وہ بنیاد بنا رہے ہیں وہ سرے سے غیر آئینی ہے۔ Council of Common Interest نے جتنا بھی کام کیا ہے وہ مشترکہ اجلاس میں پیش نہیں ہوا یہ ہے بنیادی چیز ۔اس لیئے یہ جو کچھ ہے اس جگہ پیش ہی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ہے بنیادی بات۔اس لیئے جناب والا! میری کم سے کم بات یہ ہے کہ اس کو Standing Committee کے پاس پیش کیا جائے یہ ترامیم وغیرہ کا ہمارے لیئے مسئلہ ہے لیکن یہ سرے سے ایک غیر آئینی عمل ہے، مشترکہ اجلاس Parliament کا ہوگا تو اس وقت کوئی action آسکتا ہے۔اور اپنے طور پر یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر یہاں کوئی غیر آئینی عمل کو قانونی شکل دینے کی کوشش کرے تو اس کے لیئے آرٹیکل (۴)۱۵۴ میں واضح ہے The Council of Common Interest is responsible to the Parliament جو کچھ ہوا ہے اس کو مشترکہ اجلاس میں نہ لایا گیا ہے، نہ کسی بحث کی ہے اور نہ ہی قرارداد کی شکل میں پاس ہوئی ہے یہ ہے اس کی بنیاد ۔اب آپ اس Bill کے دیباچہ کو پڑھ سکتے ہیں آپ اس کی definition clauses کو پڑھ سکتے ہیں۔ آپ اس Act Article-154 کو پڑھ سکتے ہیں۔اس لئے جناب والا! میں اپنے طور پر یہ کہتا ہوں کہ جب تک اس Bill پر یہاں بحث کی جائے گی یہ غیر قانونی ہوگی اور آئین کی خلاف ورزی ہوگی۔اور جب آپ اس پر بحث کریں گے تو میں بائیکاٹ کروں گا۔جب تک یہ proceeding ہوگی تو میں اپنی پارٹی کی طرف اور لوگوں کی طرف سے مکمل اس غیر آئینی عمل سے بائیکاٹ کروں گا اور کسی قسم کی چیز میں پیش نہیں

کروں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جی ہاں مندوخیل صاحب! اگر کوئی غیر آئینی بات ہوئی تو کیا آپ بائیکاٹ کریں گے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : نہیں۔ نہیں جناب غیر آئینی ہے آپ آرٹیکل ۱۵۴اور ۱۵۵، جو مشترکہ مفادات کونسل سے متعلق ہیں کو پڑھیں کہ اس کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔ لیکن اس کے تحت یہ سرے سے غیر آئینی ہے یعنی جو کچھ یہاں ہوا ہے اور یہ جو accord کی بات ہو رہی ہے It was not discussed in Joint Session of the Parliament, nothing, it is responsible, for as we say the government is responsible to the Parliament, and responsible means ہر action انہوں نے پارلیمنٹ میں لاتا ہے اور اس نے اس کی منظوری دینی ہے۔ یہ جو کچھ ہوا ہے It was not presented to the Parliament and the thing which is not presented to the Joint Sitting of the Parliament, it is unconstitutional under article 154 Clause 4.

Mr. Presiding Officer : Thank you, Faseih Iqbal.

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین! جہاں تک آئین کا مسئلہ ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ جب Council of Common interest بنی تھی تو اس میں چاروں صوبوں کے elected Chief Minister اور اس کی formation ایسی تھی جو آئین کے اندر تھی۔ اور آپ یہ دیکھ سکتے ہیں کہ جب یہ bill نیشنل اسمبلی میں پاس ہوا ہے۔ تو اس Water Accord پر اختلاف ہو سکتا ہے لیکن کسی نے اسے غیر آئینی قرار نہیں دیا۔ یہ Bill آیا ہے۔ اس میں ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس میں اور چیزیں بھی ہیں۔ اس میں improvement کی ضرورت ہے جیسے ہیڈ کوارٹر وغیرہ ہم چاہتے ہیں کہ اس کا ہیڈ کوارٹر واپڈا کی جگہ نہ ہو۔ یہاں اسلام آباد میں ہو۔ کیونکہ Federating Units کا یہاں Senate ہے۔ یہاں پر

نیشنل اسمبلی ہے۔ اس ہیڈ کوارٹر لاہور میں نہ ہو۔ اسلا آباد میں ہو۔ باقی جو ممبرز کی پوزیشن ہے، اس کی ہیئت کے سلسلے میں بھی جو representation of provinces ہے وہ ہے non-elected members اور یہ ایک regulatory body بنائی جا رہی ہے Parliament کا کام صرف بل پاس کرنا نہیں ہے۔

Mr. Presiding Officer : The Honourable Minister is on a point of order.

جام محمد یوسف : جناب! میں یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ فصیح صاحب اسے oppose کرتے ہیں یا صرف اپنی۔

سید فصیح اقبال : میں اسے Standing Committee میں لے جانے کے لئے recommend کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ اس میں بہتر طور پر واضح ہو گا۔ کیونکہ Water and Power کی ہماری Committee موجود ہے۔ اور اگر یہ بہتر طور پر Committee میں ہو۔ کیونکہ اس سے دن بھی بچ جائیں گے اور یہ بڑا حساس مسئلہ ہے۔ چاروں units اس میں شامل ہیں اور میں کہتا ہوں کہ Water Accord حکومت کا بڑا کارنامہ ہے۔ لیکن اس کارنامے پر عملدر آمد کرانے کے لیئے ہمیں اسی spirit میں دیکھنا ہے تاکہ چاروں یونٹوں کو یہ پانی کا حصہ جو اس میں دیا گیا ہے اور اس میں کچھ ایسی چیزیں ہیں جو وضاحت طلب میں۔ Minister صاحب وہاں Standing Committee میں ان کا جواب بھی دے سکیں گے۔ اس کے بعد پھر ہم سفارشات کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ یہی میری ذاتی رائے ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : سید عبداللہ شاہ صاحب!

Syed Abdullah Shah : I have moved an amendment that this Bill be referred to the standing committee alongwith the the other colleague Senators under Rule 111. Now sir, allow me to say that this Government will go in history as a master of passing black laws, I really wonder that what are they trying to do. Sir, this is not

a Water Accord. This is water Discard. This is based on totally false/fictitious figures which that much quantity of water does not exist they brought from nowhere and the result will be that because the thing is not there, provinces will start disputing with each other and they are trying to give a cover to this illegal and unconstitutional act through this Bill. We have moved amendments also but we are basically against the very principles of this Authority and as my colleague, Mandokhel said it would rather difficult for us to participate but we should play our role as Members of the opposition and bring to the notice of the House and the people and also appeal to the good sense of the government but for God's sake for the integrity of Pakistan and the country do not play like this with the sentiments and economic interest of the people. So my request is at this stage that this Bill be referred to the Standing Committee. They can weight it out, the Minister can explain it, the Senators can again weight it and then we can discuss it at the proper time.

Mr. Presiding Officer : Thank you Hafiz Hussain Ahmad Sahib.

حافظ حسین احمد : جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ یہ Bill اس وقت پاس کیا جاتا ہے جب کوئی فیصلہ ہو چکا ہو۔ لیکن جہاں یہ Bill غیر آئینی ہے وہاں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو پانی کی تقسیم کا مسئلہ ہے وہ بھی سراسر معمہ بنا ہوا ہے۔ بلکہ ہم نے خود جام صاحب سے بھی Water and Power کی Committee میں پتہ کیا کہ جناب یہ کس طرح تقسیم ہوا۔ کیونکہ ماضی میں پنجاب کو جو پانی کا حصہ ملتا تھا۔ جو اس کی مقدار تھی۔ بلوچستان سرحد اور Frontier کو۔

جام محمد یوسف : Point of personal explanation۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : Yes, Honourable Minister۔

جام محمد یوسف : جناب! یہ جو Accord کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ خود بلوچستان میں coalition government میں شامل ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جام صاحب انہیں بولنے دیں۔

Jam Muhammad Yousuf : Sir, the Chief Ministers are the signatories of this Accord. But اپنے Chief Ministerاور members کے پابند ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی Standing Committee میں یہ بات اٹھا کر اپنے Chief Minister سے پوچھ سکتے تھے یہ Accord پر آپ جو Sign کر رہے ہیں۔ یہ کیوں کر رہے ہیں؟

حافظ حسین احمد : شکریہ جناب! یہ اس حکومت کی بات کر رہے ہیں جس کے خلاف جام صاحب بلوچستان میں تحریک عدم اعتماد لانا چاہتے تھے جو کہ ان کی اپنی government تھی۔ تو میں گزارش کر رہا ہوں کہ صورت حال یہ ہے کہ جو پانی تقسیم ہو رہا ہے۔ اس میں شاید جام صاحب کو یہ علم ہے کہ صوبہ بلوچستان کو جو طے ہو چکا ہے وہ پانی بھی نہیں مل رہا۔ سیلابی پانی کو تقسیم کر کے آپ لوگوں نے کون سا تیر مارا ہے؟ اس لیئے میری گزارش یہ ہے کہ مہربانی کر کے اسے Standing Committee کے سپرد کیا جائے اس کے تمام آئینی پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے اور جام صاحب خود مطمئن ہوں اور ہمیں بھی مطمئن کریں۔ اب اس طرح میں کہوں گا کہ جناب ہم نے سارا پانی لسبیلہ کو دے دیا ہے۔ حالانکہ وہاں سیلاب آ چکا ہے۔ اس لیئے ہم گزارش کرتے ہیں کہ سیلاب کے پانی کو تقسیم کرنے کی بجائے جو حقیقی پانی ہے اسے تقسیم کیا جائے اور اسے Standing Committee کے سپرد کیا جائے۔

Mr. Presiding Officer : We have received the amendment, a joint amendment by Syed Abdullah Shah, Shehzad Gul and Mandokhel Sahib that the Bill be referred to the Standing Committee under rule 86 of the Rules of Procedure.

(The amendment is rejected)

Mr. Presiding Officer : The amendment is dropped. The amendment is defeated.

Hafiz Hussain Ahmad : There is no quorum in the House.

[At this stage Mr. Chairman, Mr. Wasim Sajjad occupied the Chair.]

جناب چیئرمین: گنیں جی کتنے ہیں۔

جناب شہزاد گل : ۱۸ ہیں۔

جناب چیئرمین : ۱۹ ہو گئے۔ ۲۰ ہو گئے۔ چلو ہو گیا۔

جناب شہزاد گل : quorum کے لیئے تو ۲۲ ہونے چاہئیں۔

جناب چیئرمین : اب گن لیں۔ ۲۲ ہیں۔

جناب شہزاد گل : ۲۲ نہیں ہیں۔ ۲۰ ہیں۔

جناب چیئرمین : وہ ۲ لانے گئے ہیں۔

حافظ حسین احمد : سوال یہ نہیں ہے کہ quorum نہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ تو بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : گھنٹی بجانا چاہتے ہیں تو گھنٹی بجا دیتے ہیں۔ quorum تو ہے وہ آ جائیں گے۔

حافظ حسین احمد : quorum نہیں ہے۔ میں quorum کو چیلنج کرتا ہوں۔ quorum نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے quorum نہیں ہے تو quorum پورا کیا جائے۔ میں کارروائی نہیں کروں گا۔ جب quorum پورا کریں جی۔ quorum پورا ہو گیا ہے۔ اب میں اپنی ruling سنانا چاہ رہا ہوں جو requisition کے بارے میں تھا۔

On the 9th of August, 1992, Senator Tariq Chaudhry handed over to me a requisition signed by 30 Members of the Senate asking me to call a session of the Senate. The requisition was made under Article 54(3) of the Constitution which requires that if a requisition is made by at least one fourth of the total membership of the House, the Chairman shall call a session of the Senate within fourteen days. The Article further lays down that when a session is

called by the Chairman under this clause, the Chairman alone shall have the power to prorogue it.

As the Constitution gave me fourteen days within which to summon the Senate. I was considering the possibility of summoning a session in the latter part of that period after obtaining the views of the Federal Government. However on that very day I was informed by the Federal Minister for Parliamentary Affairs that the President had decided to summon a session of the Senate on 12th August 1992 on advice tendered to him by the Prime Minister. I was further informed that the summary had been singed and formal announcement would be made on that very evening.

A power to summon the Senate has been conferred on the President under Article 54(1) of the Constitution. In accordance with the summons issued by the President, the Senate met on the 12th August, 1992. Soon after the session started, Senator Tariq Chaudhry rising on a Point of Order drew my attention to the requisition and stated that the session summoned by the President lacks constitutional validity. He also asked me to determine how the requisition given by the Members had to be dealt with in accordance with the Constitution and the rules of the House.

The point raised was of considerable importance. I, therefore, decided to allow the members to express their point of view on this question. I also summoned the Attorney-General to hear his arguments on this matter.

The matter has been extensively debated in the House in intervals on several days. I was informed that the point raised is of first impression and there are no precedents available atleast in the parliamentary history of India and Pakistan. The Attorney-General was of the view that after the session had been summoned by the President, the requisition given by the members loses its effectiveness and that the requisition gets merged in the Order of the President. He said that the ultimate answer to the problem lay in letting the House itself decide by Majority as laid down in Article 55, what is to be done after the House stood summoned. The Minister for Parliamentary Affairs and the Law Minister have contended that the purpose behind Article 54(3) is that a session should be summoned. That having been done by the President

under Article 54(1), there would be no point in acting further on the regulation as the object has been achieved.

One set of Senators have expressed the view that the right to requisition is an important right given to the Members of the House and should not be allowed to be negated in any manner whatsoever. They have also argued that the right under Article 54(3) is a minority right which under general principles requirers special protection. It has also been stressed that the session summoned on a requisition by the members is different in nature from that called by the President. In the requisitioned session the agenda given by those members who have requested the session would get priority. More over, it could only be programme by the Chairman. This means that the control of such a session would be in the hands of the members rather than in the hands of Government. Mr. Yahya Bakhtiar in his very elaborate arguments has also stressed the fact that the requisitioned session is a special right conferred on the members which must not be allowed to be defeated. He has argued that the constitutional provision giving the right to members to call a session is a distinct and independent right. Relying on Article 254 of the Constitution, he has said that if the session cannot be called on the requisition because a session has already been called by the President, then the requisition will remain pending and the Chairman could act on the requisition in the period of fourteen days after the session has been prorogued. Article 254 of the Constitution on which reliance has been placed is as follows.

> "When any act or thing is required by the Constitution to be done within a particular period and it is not done within that period, the doing of the act or thing shall not be invalid or otherwise ineffective by reason that it was not done within that period."

I have carefully considered all the arguments which have been raised before me. An important principle of the interpretation of the Constitution is that the Constitution must be read as a whole. Further, the various clauses of the Constitution have to be given effect and the Constitution should be interpreted in a manner so as to not to render any provision ineffective or superfluous. There are several judgements of the Supreme Court and High Courts to this effect.

The President has the power to summon a session of the Senate under Article 54(1) which is an independent right given to the members under Article 54(3). The President on the advice of the Prime Minister had the right to summon the session any time and no objection can be taken to his act in doing so. Nevertheless, the right given to the members under Article 54(3) is an independent right and cannot be allowed to be negated because of another provision of the Constitution. Another principle of interpretation is that very effort should be made to reconcile the various provisions of the Constitution.

Thus, the Chair should try to interpret the Constitution in a manner in which the various provisions of the Constitution can be reconciled so that the power given to the president can stand side by side with the right given to the members.

Acting on the above principles. I have come to the conclusion that when a session cannot be summoned on a requisitioned because in the meantime the President has summoned the session under Article 54(1), the requisition shall be deemed to be pending. As soon as the President prorogues the session the requisition will become alive and the Chairman shall have the power to summon the Senate within fourteen days thereafter. The delay in doing so will stand volidated under Article 254. I may also clarify that any session of the Senate *i.e.* whether called by the President under Article 54(1) or that called by the Chairman under Article 54(3) will be governed by the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988. Since the order proroguing the Senate from the president has been received. I hereby announce that a session of the Senate under the requisition given to me by the members will by summoned for day after tomorrow *i.e.*, Saturday 29th August, 1992.

Mr. Yahya Bakhtiar : Sir, Sunday afternoon.

Mr. Chairman : Then 5.00 p.m. In the afternoon on Saturday *i.e.*, day after tomorrow.

Mr. Yahya Bakhtiar : Sunday, sir.

Mr. Chairman : No, Saturday. Saturday because you see it should be as soon as possible.

and the first available is Saturday so I would summon it on Saturday.

Mr. Chairman : So there will be a session, a requisitioned session of the Senate on Saturday at 5.00 p.m. نہیں ابھی prorogue تو نہیں ہوا۔ ابھی باقی کارروائی چلے گی۔ صدر صاحب کا order مجھے مل چکا ہے۔ Standing Committee والا reject ہو چکا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : Point of Order، اس میں ہم نے already arguments کئے ہیں کہ Standing Committee کو پیش کیا جائے۔ چونکہ آپ نہیں تھے ہمارے Presiding Officer تھے۔

جناب چیئرمین : نہیں وہ بات ختم ہو چکی ہے۔ جو فیصلہ ہو چکا ہے وہ میں review نہیں کر سکتا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : فیصلہ تو ابھی تک نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین : اس میں voting ہوئی ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا! voting نہیں ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین : voting ہو چکی ہے Motion defeat ہو چکا ہے۔

Mr. Yahya Bakhtiar : Sir, I will request again and Hafiz Sahib has also told me that many members are of the view that they have been sitting for long. If you give us two days break *i.e.*, to meet on Sunday instead of Saturday.

Mr. Chairman : Now I have passed the order,

That is۔ پر ہونا چاہیئے first opportunity تھی کہ argument اس میں آپ کی بھی the first opportunity.

Mr. Yahya Bakhtiar : But normally Saturday is not a working day, that is why, sir.

Mr. Chairman : No, it doesn't matter, I have now announced it. پرسوں یہ بھی دیکھیں گے کہ کتنی دیر چلانا ہے؟

جناب یحییٰ بختیار: آج میں کوئٹہ چلا جاؤں گا۔ تو ہفتے کو کوئی flight نہیں آتی۔

جناب چیئرمین : آپ ہی کی argument تھی کہ first opportunity پر ہو۔

Mr. Yahya Bakhtiar : No, I very much appreciate that but....

جناب چیئرمین : اس میں یہ ہے کہ آپ آپس میں صلاح کر لیں کہ اس کو چلانا کتنی دیر ہے business in the meantime اگر ہے۔ اس کو لمبا چلانا ہے تو وہ کریں۔ چونکہ بلانے کا مقصد یہ تھا کہ آپ کا right establish ہو جائے۔

Mr. Yahya Bakhtiar : I congratulate you on this ruling. You have done a very wonderful decision upholding the dignity of this House and duty posed upon you, you have performed it in exemplary manner but I thought Sunday would have given more opportunity to prepare ourselves.

جناب چیئرمین : آپ آپس میں بیٹھ کر فیصلہ کر لیں کہ اس کو کتنی دیر چلانا ہے so that then I کیونکہ آپ کا right تو establish گیا؟ آپ نے چلانا کتنی دیر ہے؟ can decide?

Mr. Chairman : Abdur Rahim Mandokhel Sahib.

جناب یحییٰ بختیار : requisition agenda کو دیکھ کر اندازہ ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین : وہ دیکھ لیں گے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا، میں نے عرض کیا یہ جو Indus River System Authority Bill یہاں پر بن رہا ہے، اس کے بارے میں، میں مختصراً عرض کروں گا۔

(مداخلت)

جناب والا ! یہ جو Water Accord ہے، وہ Council of the Common Interest نے، جیسے کہ اظہار کر رہے ہیں کہ منظور کر دیا ہے یا فیصلہ کر دیا ہے وہ آئین کے آرٹیکل 154 کے Sub Article کے مطابق invalid ہے جب تک کوئی کام 154 کے تحت پیش نہ ہو۔

ایک معزز رکن : اس پر ابھی بحث نہیں ہو سکتی ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: میں بحث نہیں کر رہا ہوں بلکہ ایک نقطہ سامنے لا رہا ہوں۔ پھر آپ خود سمجھ جائیں گے۔ The Council shall be responsible to Majlis-e-Shoora (Parliament).

Council of Common Interest کا جو کوئی عمل وہ پارلیمنٹ میں پیش ہو گا۔ چونکہ یہ Accord پارلیمنٹ میں پیش نہیں ہوا۔ اس لیئے یہ غیر آئینی ہے اور کوئی قانون، غیر آئینی عمل کو validate نہیں کر سکتا constitutionally invalid action cannot be validated by any law اس لیئے یہ Bill جو ابھی آ رہا ہے، اس میں، میں اس وقت حصہ نہیں لوں گا جب تک یہ Bill آئے گا تو میں اس کی proceeding میں حصہ نہیں لوں گا۔

جناب چیئرمین : اچھا، سید احسان شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ : میری گزارش ہے کہ اگر Sunday کو اجلاس رکھیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب چیئرمین : اس پر order ہو چکا ہے۔ میں نے اس چیز کو مد نظر رکھا ہے کہ first available opportunity کون سی ہے؟

سید احسان شاہ : Sir، اس میں ہم تو پھر حصہ نہیں لے سکیں گے۔

جناب چیئرمین : بہر حال یہ تو آپ کا فرض ہے کہ اس میں حصہ لیں کیونکہ آپ نے اجلاس requisition کیا ہے۔ جناب اقبال احمد خان صاحب!

جناب اقبال احمد خان : جناب والا! میں آپ کی توجہ rule 3 کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ میں یہ اس لیئے عرض کر رہا ہوں کہ پھر کوئی legal complication نہ ہو جائے۔

Article 3:

When the Senate is summoned by the President under Article 54(1) and by the Chairman under Article 54(3) on a requisition signed by one-fourth of the total membership of the Senate, the Secretary shall cause a notification to be published in the Gazette stating the date, time and place of the meeting, and shall, as far as practicable, also cause it to be issued to each member :

Provided that when a session is called at short notice or emergently, publication of the notification in the Gazette and its announcement over the racid T.V. and in the press shall be deemd to be sufficient notice of the meeting to the members who shall also be informed by telegram."

میں عرض یہ ہے کہ اگر آپ telegram بھی ممبران کو issue کریں گے آج۔

Mr. Iqbal Ahmed Khan: And also telegram.

جناب چیئرمین : فکر نہ کریں، سب آ جائے گا۔ ہم ساری کارروائی پوری کریں گے۔ تو اب اس motion کو put کرنا ہے جی، That the office will do. تو اب میں motion کو put کرتا ہوں۔ کیا اس پر کوئی صاحب اظہار خیال کرنا چاہئیں گے؟

جناب شہزاد گل : کیوں نہیں کریں گے۔ ضروری کریں گے۔

جناب چیئرمین : تو پھر کریں جی،۔ جی عبداللہ شاہ، آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب شہزاد گل : Point of order میں نے صبح ترامیم دی ہیں۔

جناب چیئرمین : amendment تو اس وقت لیں گے جب وقت آئے گا۔

جناب شہزاد گل : میں گزارش کرتا ہوں کہ ابھی تک وہ circulate بھی نہیں

ہوئیں۔

جناب چیئرمین : وہ آپ نے دی ہی صبح ہیں تو circulate کیسے ہوں گی؟

جناب شہزاد گل : میں گزارش کرتا ہوں کہ Rule 94 کے تحت کہا گیا ہے کہ two clear days چاہیئے ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس موقع نہیں تھا۔

جناب چیئرمین : شہزاد گل صاحب! جس وقت ترامیم کا وقت آئے گا۔ تو آپ کی یہ بات سنیں گے۔ ابھی آپ general discussion تو شروع کریں۔ اس پر تو بولیں۔ جس وقت ترامیم کا موقع آئے گا تو then we will consider your point کہ کیا کرنا ہے۔

جناب شہزاد گل : جناب والا! جہاں تک اس موجودہ Bill کا تعلق ہے میں پہلے بھی ایوان کے سامنے گزارش کر چکا ہوں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب میں اس Bill کی proceeding کا boycott کرتا ہوں۔ یہ میں نے نوٹ کرانے کے لیئے کہا ہے۔

جناب چیئرمین : وہ آپ پہلے بھی کہہ چکے ہیں لیکن میں تو درخواست یہی کروں گا کہ آپ اس میں حصہ لیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : نہیں جی۔ میں نے یہ دوبارہ آپ کے notice میں لانے کے لیئے کہا ہے۔

جناب چیئرمین : اچھا جی۔ جی جناب شہزاد گل صاحب۔

جناب شہزاد گل : جناب والا، جیسے کہ اس bill سے ظاہر ہے کہ یہ Water Accord ہوا تھا۔ صوبوں کے درمیان جو ۱۶/ مارچ ۱۹۹۰ء کو چاروں صوبوں کے نمائندگان نے بیٹھ کر کیا تھا، جس پر یہ نمائندگان متفق ہوئے اور پھر یہ ایک agreement عمل میں آیا۔ اور پھر Council of Common Interest ۲۱ مارچ ۱۹۹۰ء کو اس پر دستخط کیئے اور وہ اس کو ایک عملی شکل میں لے آئے۔

جناب والا! جہاں تک Water Accord کا تعلق ہے، اس کے تحت صوبوں کے درمیان Indus River Water کی تقسیم ہو چکی ہے۔ اب یہ الگ بات ہے کہ ہم اس کو challenge کرتے ہیں اور مانتے ہیں یا نہیں مانتے لیکن Water Accord اپنی جگہ پر موجود ہے اور وہ علیحدہ ایک agreement ہے۔ اس کے تحت صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم ہو چکی ہے۔ جناب والا! Water Accord جو ہوا ہے۔ اس میں کسی بھی جگہ Hydro-power generation کا ذکر نہیں ہے۔ صرف irrigation purpose کے لئے پانی کی تقسیم کی بات ہے۔ اس کی ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک چودہ clauses ہیں اور ان چودہ clauses میں کسی بھی جگہ hydropower generation کے لیئے کوئی ذکر نہیں ہے۔ اب اس Water Accord کی implementation کے لیئے یہ رکھا ہوا ہے کہ اس کے لیئے بھی ایک authority قائم کی جائے گی تاکہ وہ نگرانی کر سکے کہ صوبوں کے درمیان جو پانی کی تقسیم کا معاہدہ ہوا ہے، کیا اس پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا ہے۔ مختلف موسموں میں، خریف میں، ربیع میں، باقاعدہ پانی مل رہا ہے یا نہیں، اور اس میں کسی فریق کی حق تلفی تو نہیں ہو رہی ہے۔ اب چاہیئے یہ تھا کہ یہ authority جو ہے یہ صرف پانی کی تقسیم تک محدود ہوتی لیکن اس میں اس authority کو hydropower کی requirement پورا کرنے کے لئے یا hydropower generation کے متعلق بھی اختیارات دیئے گئے ہیں جو کسی طرح بھی Water Accord کے تحت نہیں آتے ہیں یا ہم آہنگ نہیں ہیں۔ اس لیئے ایک تو مجھے اس authority کے اختیارات پر اعتراض ہے۔

جناب والا! چونکہ Water Accord صوبوں کے درمیان تھا اور صوبوں کے مفادات کے لیئے ایک Council of Common Interest ہے، اس ساری کارروائی کو Council of Common Interest regulate کرتی ہے۔ اب اس میں سارا اختیار Federal Government کو دیا گیا ہے، اور authority جو ہے وہ subordinate ہو گی۔ اور اسی طرح اس میں کہ نہ ہی صوبوں کا کوئی عمل دخل ہو گا۔ اس وجہ سے authority کو جو

اختیارات دیئے جا رہے ہیں وہ صوبائی خود مختاری کی، جس کی آئین میں ضمانت دی گئی ہے اس کی negation ہے اس کی نفی ہے۔ اور کسی صورت میں بھی صوبے اس کو ماننے کے لیئے تیار نہیں ہوں گے۔ اس کے علاوہ جناب والا! صوبوں سے اس حد تک اختیارات لیئے جا رہے ہیں کہ اس میں ایسی clauses موجود ہیں کہ جن کے تحت صوبے کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔ جو authority فیصلہ کرے گی، وہی ہو گا۔

The directives issued under this clause shall be binding upon WAPDA and the provinces and shall be followed in letter and spirit.

اب جو بھی فیصلہ کریں مجھے ماننا پڑے گا یعنی صوبے مانیں اگر ان کے مفاد کے خلاف بھی ہو تو یہ اتنے زیادہ اختیارات authority کو جا رہے ہیں، جو کسی طرح بھی مناسب نہیں ہیں۔ اور وہ Water Accord کی منشاء کے یقیناً خلاف ہے۔ اسکے علاوہ جناب والا! یہ چونکہ صوبوں کا معاملہ ہے اس میں مرکزی حکومت کا بیچ میں آنا کوئی بھی مقصد نہیں۔ اس میں Federal government خواہ مخواہ ٹانگ اڑانے آئی ہے۔ یعنی اس کا بھی ایک نمائندہ authority میں شامل ہو گا۔ Advisory nature اس کی ہو سکتی ہے۔ اور ہے ابھی۔ کیونکہ جو Advisory Committee بنائی گئی ہے اس میں جناب والا! WAPDA کا Chief Engineering Advisor ہے۔ یا اس کا نامزد کردہ نمائندہ اس میں بیٹھ سکے گا، لیکن اس کو ووٹ کا حق نہیں ہو گا۔ لیکن Federal Government کا جو آدمی یا نامزد آدمی بیٹھے گا وہ برابر حصے دار ہو گا۔

اور یہ ہمیں خدشہ ہے کہ Federal Government بیچ میں آنے سے کسی خاص صوبے کو بالادستی دینا ہے تاکہ وہ بھی صوبہ authority کو اپنے طور پر استعمال کر سکے گا تو یہ بھی مناسب نہیں ہے اس وجہ سے جناب والا! ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس Act کو Standing Committee میں جانا چاہئے تھا لیکن وہ فیصلہ ہو چکا تاکہ پوری چھان بین اس کی جا سکتی اور

Water accord سے مقابلہ کیا جانا اور جو باتیں water accord کے خلاف لائی گئی ہیں ان کو حذف کیا جاتا۔ یہ اتنی جلدی بھی نہیں ہوا ابھی دو ہفتے پہلے قومی اسمبلی نے pass کیا ہے اور یہاں سے نوے دن میں پاس ہو سکتا ہے لیکن جلدی میں ہیں پتہ نہیں کیا بات ہے؟ ویسے Ordinance موجود ہے یہ Indus Water کا Bill وہ مقاصد پورے نہیں کرتا جو مقاصد حاصل کرنے ہیں وہ افہام و تفہیم کے ذریعے صوبوں کے درمیان Water accord کے وقت فیصلے ہو چکے ہیں۔ اس سے مزید نفرتیں پیدا ہوں گی، اختلافات پیدا ہوں گے، جھگڑے پیدا ہوں گے اور ایک وقت ایسا آئے گا، کہ کوئی بھی صوبہ اس Water accord کو challenge کرے گا۔ جس طرح مندوخیل ابھی سے کر رہا ہے کہ یہ معائدہ ہی صحیح نہیں ہے۔ یہ تقسیم غلط ہوئی ہے۔ وہ اپنی جگہ پر ہے لیکن جو کچھ ہو چکا ہے۔ اس Act کے پاس ہونے سے صوبوں کے درمیان جو اچھی فضا قائم ہوئی ہے یقیناً ختم ہو جائے گی۔ صوبوں کے درمیان اختیارات کی تقسیم نفرتیں پیدا ہوں گی۔ جھگڑے پیدا ہوں گے اور کسی صورت میں صوبوں میں ہم آہنگی نہیں رہے گی۔ اس لئے میں اس Bill کی مخالفت کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس کو بہت بہتر بنایا جائے۔ اور جو ترامیم ہم نے دی ہیں۔ ان پر غور کیا جائے اور اس Bill میں سمو کر اس Bill کو قابل عمل بنایا جائے شکریہ!

جناب چیئرمین : جی عبداللہ شاہ صاحب؟

سید عبداللہ شاہ : مسٹر چیئرمین! quorum نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : جی، دیکھیں جی، quorum ہے؟ گنتی کریں۔

آواز : quorum نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : اچھا quorum نہیں ہے۔ تو پھر prorogue کر دیں۔

"In exercise of the powers conferred by Clause 1 of Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, the President hereby prorogues the Senate on the conclusion of the sitting on 27th August, 1992.".

Sd/-
(GHULAM ISHAQ KHAN)
President.

[The session prorogued since die]

PCPPI—578(96) Senate—28-3-2000—150.